6

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

15 تا 21 فروری 2007ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

ستاروں کی چال

مسلمانوں کے لئے راہِ عمل

شیطان کی چالیں

میڈیا کا حملہ

''نبی اکرمؐ کے مقصد بعثت کی تکمیل''
ایوان اقبال، لاہور میں منعقدہ پروگرام کی روداد

دوہرا نظام تعلیم

اپنوں کو دشمن نہ بنائیں

تنظیم اسلامی کا اجتماع خواتین
حلقہ راولپنڈی واسلام آباد

تفہیم المسائل

عالم اسلام

فساد کا مطلب

اِصطلاحِ قُرآنی میں فساد کا مطلب زندگی کا کوئی شعبہ ہو یا گوشہ ہو‘اس میں برہمی وخرابی پیدا کرنا‘اس کا توازن بگاڑنا‘اس کے حُسن اورافادی اقدار کو درہم برہم کرنا ہے۔

''دینی'' زندگی میں فساد کا مطلب شِرک وبُت پرستی‘ غُلُو فی الدّین اور جاہلانہ رُسُوم وقیود اورفرقہ سازی وحدود اللہ سے تجاوز ہے۔

سیاسی زندگی میں ''اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ'' (حاکمیتِ اعلیٰ اللہ کا حق ہے) کے فرمانِ اِلٰہی کی خلاف ورزی کرنا‘ فرعونی وہامانی کرنا‘ رعایا کے انسانی حقوق کو سلب کرنا‘ مثلاً کفالتِ اجتماعیہ کا بندوبست نہ کرنا‘ رعایا کو آزادیٔ ضمیر نہ دینا اوراس کو حکومت میں شریک نہ کرنا فساد ہے۔

کاروبار میں فساد ہرطرح کی بددیانتی کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُن سب لوگوں کو مفسد کہتا ہے‘ جو کم تولتے‘ کم ماپتے‘ ذخیرہ اندوزی اور چیزوں میں ملاوٹ کرتے‘ چور بازاری‘ سمگلنگ‘ سُودی کاروبار کرتے‘ محنت کشوں کا استحصال کرتے اور مال ودولت کو جمع کرکے اسے محجوب اور ناکارہ بناتے ہیں۔

عمرانی فساد کا مطلب شہری قوانین کی خلاف ورزی کرنا‘ چوری‘ ڈکیتی‘ رہزنی‘ قتل وغارت کی وارداتیں کرنا‘ اورغیبت گوئی‘ بہتان طرازی‘ نفاق‘ تکذیبِ حق‘ شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کرنا وغیرہ وغیرہ ہے۔

ثقافتی فساد کے معانی ہیں: فحشآء ومُنکرات کے مظاہرے‘ مثلاً اصنافِ جمیلہ وجلیلہ کا آزادانہ میل جول‘ عُریانی ونیم عُریانی‘ رقص وے نوشی‘ جنسی واخلاق سوز واقعی یا تصویری نظارے‘ مخرب الاخلاق ادب وفن اور تمثیلیں‘ مُسکرات نوشی وفروشی‘ قمار بازی‘ جمال فروشی‘ ضمیر فروشی‘ بدن فروشی‘ قلم ونطق فروشی‘ شبینہ کلبوں کے حیا سوز مناظر وغیرہ وغیرہ۔

عسکری فساد کا مطلب ہے‘ فوج میں نظم وضبط کا فُقدان یا کمی‘ فوجی بغاوتیں اورفوج کا حکومت پر قبضہ کر لینا یا سیاست میں حصہ لینا وغیرہ۔

فلسفۂ آخرت

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر

الھدیٰ (266)

سورۃ المائدہ

(آیات 55تا60)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

’’تمہارے دوست اللہ اور اُس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (اللہ کے آگے) جھکتے ہیں اور جو شخص اللہ اور اُس کے پیغمبرﷺ اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا اور) اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔ اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں اُن کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ' اور مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جب تم لوگ نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں' یہ اس لئے کہ سمجھ نہیں رکھتے۔ کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوائے اس کے کہ ہم اللہ پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں' اُن پر ایمان لائے ہیں۔ اور تم میں اکثر بدکردار ہیں۔ کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) اُن میں سے بندر اور سور بنادیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی۔ ایسے لوگوں کا بُرا ٹھکانا ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں۔‘‘

پیچھے منع کیا گیا کہ اہل ایمان یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی نہ رکھیں' کیونکہ اُن کی اسلام دشمنی واضح ہے۔ ان کے ساتھ دلی دوستی ایمان کے منافی ہے۔ جس شخص کے دل میں دین کی غیرت اور اُس کے رسولﷺ کی حمیت ہوگی اُس کی قلبی دوستی اُن کے ساتھ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ فرمایا' تو اے ایمان والو! تمہارے ولی تو اللہ' اُس کا رسول اور دوسرے اہل ایمان ہیں۔ وہ اہل ایمان جو نماز کی پابندی کرتے ہیں' زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جھکنے والے ہیں' یعنی انکساری اور عاجزی کی صفات سے متصف ہیں۔ سورۃ البقرہ میں یہ بات آ چکی کہ انفاق فی سبیل اللہ کے سب سے بڑھ کر مستحق وہ لوگ ہیں جو ہمہ تن' ہمہ وقت دین کا کام کر رہے ہیں اور اُن کے پاس معاشی جدوجہد کے لئے وقت نہیں۔ ایسے لوگ جھک کر اور ہاتھ پھیلا کر تو نہیں مانگیں گے۔ انہیں تو آپ کو خود جھک کر دینا ہوگا اور اگر وہ قبول کرلیں' تو یہ اُن کا احسان ہوگا۔

اور جو اللہ' اُس کے رسولﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ دوستی رکھیں وہی حزب اللہ (اللہ کا گروہ) ہوں گے' اور سن لو' حزب اللہ ہی غالب رہنے والے ہیں۔ یہاں یہ بات بالکل واضح ہے کہ مومنین کے لئے غلبے کی خوشخبری ہے' مگر لازم ہے کہ پہلے وہ یہ تمام شرائط اور معیارات پر پورے اتریں' تب ہی وہ غالب رہیں گے۔

اے اہل ایمان! اُن لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اُن میں سے جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی مذاق بنا رکھا ہے اور کافروں کو بھی اپنا ولی اور دوست نہ بناؤ' یعنی نہ اہل کتاب میں سے اور نہ مشرکین میں سے۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف نہ کھاؤ۔

اور اے اہل ایمان جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو یعنی اذان دیتے ہو تو یہ لوگ اُس کو ہنسی اور کھیل سمجھتے ہیں' نقلیں اتارتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ لوگ عقل سے عاری ہیں۔

اے نبی! ان سے کہیے' اے اہل کتاب! آخر تمہیں ہم سے کیا ضد ہوگئی ہے' کس بات کا ہم سے انتقام لے رہے ہو۔ یہی نا کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا (یعنی قرآن) اور اس پر بھی جو پہلے نازل کیا گیا (یعنی تورات' انجیل) اے اہل کتاب حقیقت یہ ہے کہ تمہاری اکثریت اب نافرمان اور ناہنجار ہوچکی ہے۔ اے پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور جن کو اُن میں سے بندر اور سور بنادیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی۔ یہ سب کے سب بہت برے مقام میں ہیں' صراط مستقیم سے بہت دور چلے گئے ہیں۔

فرمانِ نبویؐ

دولت مندوں کا انجام

چودھری رحمت اللہ بٹر

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا)) (رواہ البخاری)

رسول اللہﷺ نے فرمایا: ’’جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں' وہ آخرت میں نادار ہوں گے۔ مگر وہ شخص (آخرت میں مفلس اور نادار نہ ہوگا بلکہ بہت سی نیکیوں اور بھلائیوں کا حامل ہوگا) جسے اللہ تعالیٰ بہت سا مال دے اور وہ اسے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیتا رہے اور اسے برابر نیک کاموں میں خرچ کرتا رہے۔‘‘

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستاروں کی چال

ہم ستاروں کی چال کو نہ جانتے ہیں اور نہ مانتے ہیں کہ یہ ایک غیر شرعی فعل ہے۔ لیکن حالات جو کروٹ بدل رہے ہیں اور جس نہج سے آگے بڑھ رہے ہیں اُن سے یہ اندازہ کرنا قطعی طور پر مشکل نہیں کہ یہ دنیا اب بوڑھی ہوگئی ہے اور اپنی زندگی کے آخری فیز میں داخل ہو چکی ہے یا ہو رہی ہے۔ ایک ایک کر کے وہ نشانیاں ظاہر ہونے لگی ہیں جن کی خبر الصادق المصدوق ﷺ نے دی تھی کہ قیامت سے قبل اِس طرح کے واقعات رونما ہوں گے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے آغاز سے جو جنگیں شروع ہوئی ہیں اُن میں سے کون سی اُم المحارب ثابت ہوگی۔ بہر حال جنگوں کا یہ سلسلہ کسی طور بھی تھمتا ہوا نظر نہیں آتا۔ عراق بلا ناغہ خونی غسل کرتا ہے۔ روزانہ مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ مسخ شدہ اور سر بریدہ درجنوں لاشیں روزانہ برآمد ہوتی ہیں جن کا قتل رات کے اندھیروں میں ہوا ہوتا ہے اور کسی گنتی یا شمار میں نہیں آتے۔ افغانستان عجیب نقشہ پیش کر رہا ہے۔ جدید ترین ٹیکنالوجی چیخ و پکار رہی ہے کہ بھوکے جاہل غیر مہذب انیسویں صدی کے اسلحہ سے لیس طالبان نے ہمارے ناک میں دم کر رکھا ہے اور سپریم پاور آف دی ورلڈ اپنے ذہنی فکری اور تہذیبی غلاموں سے بڑے خونخوارانہ انداز سے مطالبہ کر رہی ہے کہ اِن بے تیغ لڑنے والوں پر ہمیں فتح دلاؤ۔ ہم تمہارے اَن داتا ہیں ہمارا دیا رزق کھاتے ہو ہمارے طفیل حکمرانی کر رہے ہو ہمیں یہ جنگ جتوا کر دو ورنہ تمہارے اقتدار کی خیر نہیں ہم تمہیں پتھر کے دور میں دھکیل دیں گے۔ ہماری رائے میں کیسی بے خبر ہے یہ سپریم پاور۔ اِن پہاڑوں اور پتھروں میں رہنے والوں نے ہی تو جدید ترین ٹیکنالوجی کو عاجز کیا ہوا ہے۔ اگر محلوں میں رہنے والے اِن تخت نشین مسلمانوں کو بھی پہاڑوں میں رہنے والے طالبان جیسا ایمان اور جذبہ نصیب ہو گیا تو دنیا اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو جائے گی۔ بہر حال انسانی خون افغانستان میں بھی بہہ رہا ہے لیکن بش اینڈ کمپنی کو دنیا کے وسائل لوٹنے اور عالمی حکمرانی حاصل کرنے کی خواہش نے بے کل اور بے چین کیا ہوا ہے لہٰذا انسانی خون کی یہ پیاسی ڈائن اب ایران کی طرف بڑھ رہی ہے۔ خلیج فارس میں جنگی جہازوں کو پہنچا دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ رائے عام ہے کہ امریکہ عراق کے حالات سے سبق سیکھتے ہوئے ایران میں زمینی افواج تو نہیں اتارے گا لیکن ایران کی ایٹمی تنصیبات پر فضائی حملہ اور انہیں تباہ و برباد کر دینا اب طے شدہ معاملہ معلوم ہوتا ہے۔

اُدھر اسرائیل صورتِ حال سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ مسجدِ اقصیٰ کے گرد و نواح میں کھدائی اور اُس کے دو حجروں کو شہید کر کے وہ چھیڑ چھاڑ کا آغاز کر چکا ہے۔ اِن حرکات سے وہ مسلمانوں کے ردّعمل کا جائزہ لے رہا ہے یعنی اُن کی نبض چیک کر رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے ہیکل سلیمانی کی تعمیر اُن کا علانیہ ہدف ہے۔ لیکن مسلمان اپنے قبلہ اوّل کی حفاظت کے لئے متحد ہونے کی بجائے ایک دوسرے سے شاکی ہیں۔ ایران سعودی عرب کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا۔ سعودی عرب ایران کی قوت سے خوفزدہ ہے۔ کویت اور قطر امریکہ کی فوجی چھاؤنیاں ہیں۔ اردن امریکہ کی گود میں بیٹھا ہے۔ 1973ء کی مصر اسرائیل جنگ کے بعد انور سادات نے امریکہ کو مصر کی سلامتی کا فریضہ سونپ دیا تھا۔ حسنی مبارک نے اِس سپردگی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ بلی جیسا کمزور جانور جب گھیرے میں آ جائے اور بھاگ نکلنے کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں تو وہ انتہائی طاقتور دشمن پر بھی حملہ کر دیتی ہے۔ امتِ مسلمہ ایسے قصابوں کے نرغے میں ہے جن کے ہاتھوں میں چھریاں ہیں آنکھوں میں وحشت ہے دلوں میں درندگی ہے۔ اُن کے منہ کو مسلمانوں کا خون لگ چکا ہے۔ اُن سے رحم کی توقع کرنا حماقت ہے۔

ٹیپو سلطان اور جعفر دونوں مر گئے لیکن ایک نام گالی بن گیا اور دوسرے کی عزت اُس کے دشمن بھی کرتے ہیں اور احترام سے نام لیتے ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ تخت بالآخر نہیں رہے گا۔ شہنشاہیت کا ڈھائی ہزار سالہ جشن منانے والے شاہ ایران کو دو گز زمین بھی کوئے یار میں نہیں ملی تھی لیکن یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت کہ جب تک عوام نہیں بدلیں گے حکمرانوں میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ تمہارے اعمال ہی تم پر مسلّط کر دیئے جائیں گے۔ آغاز اکائی سے ہوگا۔ امت مسلمہ کے ہر ہر فرد کو صحیح معنوں میں پہلے خود مسلمان بننا ہوگا اِسی سے اسلامی معاشرہ اور پھر اسلامی ریاست وجود میں آئے گی۔ عالمی نظامِ خلافت آسمان سے نازل نہیں ہوگا یہ اُس وقت (باقی صفحہ 11 پر)

"تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 16 — 15 تا 21 فروری 2007ء — 26 محرم تا 2 صفر المظفر 1428ھ — شمارہ 6

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا .... (2000 روپے)
یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پوری طرح متفق ہونا ضروری نہیں

چوّنویں غزل

(بالِ جبریل، حصّہ دوم)

مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی!
دیا ہے میں نے انہیں ذوقِ آتش آشامی!

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہوئے جامہ ہائے احرامی!

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؓ
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی!

مجھے یہ ڈر ہے مُقامر ہیں پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی!

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقرِ جنیدؒ و بِسطامیؒ!

قبائے علم و ہُنر لطفِ خاص ہے ورنہ
تیری نگاہ میں تھی میری ناخوش اندامی!

1۔ آتش آشامی: لفظی معنی آگ پینا۔ محاورے میں تیز شراب پینا۔ اقبال کہتے ہیں کہ میرے کلام سے عالم اور جاہل دونوں کے اندر زندگی پیدا ہوگئی، کیونکہ اس کی بدولت دونوں میں شرابِ عشق کا ذوق پیدا ہوگیا۔ میں نے اپنے نغموں کے ذریعے اُن میں وہ روح پھونک دی ہے جس نے انہیں جوشِ عمل سے سرشار کردیا ہے۔

2۔ اعجمی: نادان اور عامی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرمِ کعبہ میں کوئی اللہ کا بندہ (عاشق) اپنی وارداتِ عشق بیان کررہا ہے، جس کی تاثیر سے حاجیوں میں بھی عشق و مستی کا رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ اِس شعر کا ایک اور مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اب تو ملت کی بے عملی کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ حرمِ کعبہ کے نزدیک جا کر بھی لوگ مسلمانوں پر طنز کرنے لگے ہیں کہ اِن میں فرض کی ادائیگی کا جذبہ مفقود ہوکر رہ گیا ہے۔

3۔ مقامِ شبیری سے اللہ کی محبت مُراد ہے، جس کا مظاہرہ جناب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے میدانِ کربلا میں دنیا کے سامنے کیا۔ اندازِ کوفی وشامی سے اہلِ کوفہ کی بے وفائی اور اہلِ شام کی سنگ دلی کی طرف اشارہ ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جان و مال قربان کرنا، یہ اسلام کی رُوح ہے اور ایسی صداقت ہے جس میں قیامت تک کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ ساری دنیا ابدالآباد تک اِس حقیقت کا اعتراف کرتی رہے گی، لیکن کوفیوں کی غداری اور شامیوں کی سنگ دلی، یہ ایک فانی اور مٹ جانے والی بات ہے۔ دیکھ لو شبیرؓ کا نام آج بھی زندہ ہے اور دوست و دشمن دونوں اُن کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں، اور کوفیوں اور شامیوں کو کوئی شخص بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا۔

4۔ مُقامر: لفظی معنی جواری، لیکن یہاں اس سے انگریز قوم مُراد ہے، جس کی عیاری دنیا میں ضرب المثل ہے۔ "پختہ کار" بمعنی چالاک وعیار۔ "ہاتھ کی خامی" قمار بازوں کی اصطلاح ہے یعنی پانسہ پھینکنے میں غلطی۔ یہاں مُراد ہے سادہ لوحی یا ناتجربہ کاری۔ "رنگ لانا" محاورہ ہے۔ یہاں سے بُرا نتیجہ برآمد ہونا مراد ہے۔ علامہ اقبال مسلمانوں سے خطاب کرتے ہیں کہ انگریز قوم بڑی عیار ہے اور تُو بہت بھولا اور ناتجربہ کار ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تُو کہیں مات نہ کھا جائے۔

5۔ اس شعر میں اقبال نے منطق وفلسفہ سے قطع نظر کر کے جذباتی رنگ میں یہ بات کہی ہے کہ گو مسلمان تو کسی عزت کے مستحق نہیں، لیکن اللہ کے فضل و کرم سے کچھ بعید نہیں۔ اگر اللہ مسلمانوں کو دوبارہ سلطان سنجر کی سی شان و شوکت، حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ کی سی شانِ فقر و استغنا عطا کردے۔

سلطان سنجر کی عظمت و شوکت کا کچھ اندازہ اِس امر سے ہوسکتا ہے کہ جب حضرت امام غزالیؒ اُس کے دربار میں تشریف لائے تو اُس کی جلالت دیکھ کر اُن کے جسم میں رعشہ طاری ہوگیا۔ اگرچہ سلطان نے اُن کی انتہائی تعظیم وتکریم کی، تختِ شاہی سے اُتر کر استقبال کیا اور اپنے برابر مسند پر جگہ دی، لیکن اِس کے باوجود ہیبت وجلالت کا اثر دُور نہ ہوا، تو امام غزالیؒ نے اُس قاری سے جو اُن کے ہمراہ تھا، درخواست کی کہ مجھے کوئی آیت سناؤ۔ قاری چونکہ موقع شناس تھا، اِس لیے برمحل یہ آیت پڑھی: "اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ" کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ تب جا کر اُن کا دل قابو میں آیا اور حواس بجا ہوئے۔ اس کے بعد امام غزالیؒ نے سلطان سنجر کی فرمائش پر ایک عالمانہ تقریر ارشاد فرمائی۔

حضرت جنید بغدادیؒ تیسری صدی ہجری کے آغاز میں بغداد میں پیدا ہوئے، جوانی میں حضرت سری سقطیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور زہد و اتقاء کی بدولت طبقۂ صوفیہ میں بہت بلند رُتبہ حاصل کیا۔ ایک روز خلیفۂ بغداد نے اپنے کسی مصاحب کو "بےادب" کہہ کر پکارا تو اُس نے کہا کہ مجھ سے بےادبی کا صدور ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ میں نصف روز تک حضرت جنیدؒ کی خدمت میں رہ چکا ہوں۔ آپؒ نے 298 ہجری میں وفات پائی۔

حضرت بایزید بسطامیؒ صوفیہ کے طبقۂ اولیٰ سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسری صدی کے آخر میں پیدا ہوئے اور 231 ہجری میں وفات پائی۔ اتباعِ شریعت کے لیے اُن کا نام ضرب المثل ہوگیا ہے۔ اُن کا یہ مقولہ بہت مشہور ہے "الاستقامة فوق الكرامة"۔ یعنی شریعت پر استقامت دکھانا کرامت دکھانے سے بڑھ کر ہے۔

6۔ یہ شعر اقبال نے حمد و ثنا کے رنگ میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں، اے مولا کریم! میں بذاتِ خود اِس لائق نہ تھا کہ تُو مجھے علم وفضل اور فنِ شاعری کی دولت اِس قدر فراوانی کے ساتھ عطا کرتا۔ لیکن یہ محض تیرا لطفِ خاص ہے جو تُو نے مجھ عاجز بندے پر ارزانی فرمایا ہے۔

ناخوش اندامی کے لغوی معنی ہیں، کسی شخص کے جسم کا ایسا بےڈھنگا ہونا کہ کوئی لباس اُس پر موزوں نہ آئے۔ اقبال یہ لفظ قبائے علم وہنر کی رعایت کے لیے لائے ہیں۔ یعنی میرا جسمِ علم کی اُس قبا کے لیے موزوں نہیں تھا، جو تُو نے عطا فرمائی ہے۔

منبر و محراب

بسلسلہ پیغام قرآنی

مسلمانوں کے لئے راہِ عمل

سورۃ الحج کی آیات 77 اور 78 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام' باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 19 جنوری 2007 کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! جو ایمان ہمیں حاصل ہے' وہ اگرچہ موروثی ہے' یعنی والدین سے ورثے میں حاصل ہوا ہے' لیکن یہ بہت قیمتی متاع ہے' اور اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے' جس پر ہمیں اُس کا بے حد شکر ادا کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ دورِ حاضر کے مسلمان خاص طور پر بعض پاکستانی مسلمان جنہوں نے مغرب کو اپنا امام بنا رکھا ہے اور اُسی کی تہذیب و تمدن کو عروج و اقبال اور عزت و کامرانی کا ذریعہ سمجھتے ہیں' ممکن ہے اُسے نعمت اور دولت خیال نہ کرتے ہوں' بلکہ شاید یہ آرزو کرتے ہوں کہ کاش ہم مسلمان گھرانے میں نہ پیدا ہوتے' بلکہ کسی گوری چمڑی والے گھرانے میں پیدا ہوتے۔ یہ سوچ کا ایک رخ ہو سکتا ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اور مسلمان بنایا' اور اِس طرح امتحان کے اُس پہلے مرحلے سے ہمیں خود ہی گزار دیا کہ جس سے پوری نوعِ انسانی دوچار ہے کہ وہ پہلے ایمان لائے' پھر ہی دیگر تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے۔

جن لوگوں کو موروثی طور پر' یا شعوری طور پر ایمان نصیب ہو جائے' قرآن حکیم میں اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام ہے۔ قرآن میں اُن سے خطاب "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ سے ہوتا ہے اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ تمہارے لیے زندگی گزارنے کا طریقہ کیا ہے' تمہارا رب تم سے چاہتا کیا ہے' تمہاری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں کہ جنہیں ادا کر کے تم آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہو۔

عام طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان کے گھرانے میں پیدا ہو گئے' تو اب جنت ہمارا حق ہے' خواہ پوری زندگی نماز نہ پڑھیں' اللہ کے احکامات کو پاؤں تلے روندتے رہیں' رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے کی بجائے اس کا مذاق اڑاتے رہیں۔ یہ خیال ہرگز درست نہیں۔ قرآن مجید سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ یہ تو وہی تصور ہے جو یہود کا تھا کہ سرکشی اور بغاوت کے راستے پر چلتے' اور کہتے کہ ہمیں بخش دیا جائے گا۔ قرآن واضح طور پر یہ کہتا ہے کہ مسلمانو! فلاں' فلاں اور فلاں کام کرو' تاکہ تم فلاح پاؤ' کامیاب ہو جاؤ۔ گویا تمہیں آخرت کی کامیابی کے لیے بہت کچھ کرنا پڑے گا' یونہی جنت میں داخل نہیں ہو جاؤ گے۔ بقول اقبال ؎

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

(یعنی جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں لرز جاتا ہوں' اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد کن کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔)

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ اگرچہ قرآن جس فلاح اور کامیابی کی خوشخبری دیتا ہے' وہ آخرت کی فلاح ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآنی راہِ عمل کو اختیار کرنے کی صورت میں اللہ کا مسلمانوں سے دنیا میں بھی سربلندی کا وعدہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴾ (الحج:40)

> **ہماری ذلت و رسوائی کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج ہم نصرت خداوندی سے محروم ہو چکے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو راہِ عمل دی تھی ہم نے اُسے چھوڑ دیا۔ بحیثیت اُمت ہمیں جو مشن عطا کیا گیا ہے' اُسے بھول کر دنیا پرستی میں مبتلا ہو گئے**

''اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ توانا اور غالب ہے۔''

آج پوری دنیا میں بحیثیت امت ہم پر ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط ہے۔ کفریہ طاقتیں متحد ہو کر ہم پر یلغار کر رہی ہیں۔ عراق' افغانستان' کشمیر' فلسطین' چیچنیا غرض دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ بقول اقبال ملت کی حالت یہ ہے کہ ؎

حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو' تیرا دل نہیں دانائے راز

اور اب بدست ہاشمی (امریکہ) ایران پر دانت تیز کر رہا ہے۔

اور خود ہم اہل پاکستان کی رسوائی کا یہ حال ہے کہ ہم امریکی طاغوت کے سامنے پہلے ہی ہلے میں شکست تسلیم کر چکے' اور سر تسلیم خم کر لیا۔ گویا ہم نے مان لیا کہ ہمارا آقا اللہ نہیں امریکہ ہے' وہ امریکہ جس کا ہدف اسلام کا خاتمہ اور اُن احیائی تحریکوں کا قلع قمع کرنا ہے جو اللہ کو رب مانتی ہیں اور اُس کے نظام زندگی کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ ہم نے نہ صرف افغان مسئلے پر اُس کے ساتھ تعاون کیا اور کر رہے ہیں بلکہ اُس کی رضا کے لئے نظریاتی سطح پر بھی ہر طرح کی "قربانی" دے ڈالی۔ نظریۂ پاکستان کو اس کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اپنی اقدار کو ملیا میٹ کر دیا۔ اس کی خوشنودی کے لیے بسنت اور میراتھن جیسے بے حیائی کے مظاہرے منعقد کیے۔ اپنے نصاب تعلیم پر تیشہ چلا دیا۔ اپنے ایمان اور اسلام کا سودا کر بیٹھے۔ ہماری بے حمیتی کا یہ عالم ہے کہ امریکہ گاہے گاہے جنوبی وزیرستان میں وحشیانہ کارروائی کرتا ہے' مگر امریکہ نواز حکمرانوں میں یہ جرات بھی نہیں کہ انہیں روک سکیں' اور یوں ذلت و رسوائی کا سفر جاری ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان کے ساتھ سربلندی کا وعدہ برحق ہے' مگر یہ وعدہ ایمان کی شرط سے مشروط ہے۔ آج ہم سربلند نہیں' بلکہ ذلیل و خوار ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایمان کی شرط پوری نہیں کر رہے۔ اللہ کی نگاہ میں ہم مؤمن ہی نہیں اور اسلام اور ایمان کے خدائی معیار پر پورا نہیں اترتے۔ خواہ اپنی نظر میں اپنے آپ کو جو بھی سمجھتے رہیں۔ اگر ہم واقعی مؤمن ہوتے تو عزت و کامرانی اور غلبہ ہمیں ہی حاصل ہوتا (نعوذ باللہ)' اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہے' نہ ہی اللہ تعالیٰ بے بس ہے۔ وہ تو "القوی" اور "العزیز" ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری تمام طاقتیں مل جائیں' سب اہل زمین مل جائیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے آگے بے بس ہیں۔

ہماری موجودہ زبوں حالی کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج ہم نصرت خداوندی سے محروم ہو چکے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو راہِ عمل دی تھی ہم نے اُسے چھوڑ دیا۔ بحیثیت اُمت ہمیں جو مشن عطا کیا گیا ہے' اُسے بھول کر دنیا پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی سزا ہے جو آج ہمیں مل رہی ہے۔

گویا مسلمانوں کی اخروی کامیابی کے ساتھ ساتھ دنیوی سربلندی کا راز بھی اِس حقیقت میں مضمر ہے کہ وہ قرآن حکیم کی

دکھائی ہوئی راہِ عمل کو اختیار کریں۔ جب تک ہم اپنے مالک حقیقی کو راضی نہیں کریں گے تب تک ذلت و رسوائی کے اُس عذاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکیں گے جس میں بحیثیت ملت آج مسلمان مبتلا ہیں۔ وہ راہِ عمل کیا ہے؟ اس راہ کے نقوش سورۃ الحج کی آیات 77 اور 78 میں واضح کئے گئے ہیں۔ ان آیات میں ہماری دینی ذمہ داریوں کی چار سطحیں بیان کی گئی ہیں۔ آیئے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔

دینی ذمہ داریوں کی پہلی سطح کیا ہے' اس کی بابت فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا ﴾

"مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے رہو"۔

رکوع کرو اور سجدہ کرو یعنی نماز ادا کرو۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ایک مسلمان کا پہلا فرض نماز ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اسلام کے اس مرکزی رکن سے بھی ہماری اکثریت غافل ہے۔ چنانچہ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں پانچ وقتہ نماز پڑھنے والوں کی شرح صرف 3 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ 97 فیصد وہ لوگ ہیں جو پابندی سے نماز نہیں پڑھتے۔

یہاں نماز کا ذکر کر کے گویا ارکان اسلام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ارکان اسلام وہ چیزیں ہیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہیں خواہ وہ اُن پر عمل کرے یا نہ کرے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ نماز فرض ہے۔ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے۔ صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ یہ ہماری دینی ذمہ داریوں کی پہلی سطح ہے' جس سے ہر آدمی آگاہ ہے' مگر افسوس کہ اس کے بعد کی تین سطحیں تو ہمارے حافظے سے ہی محو ہو گئی ہیں۔ ہمیں ان کا شعور ہی نہیں رہا۔

دینی ذمہ داریوں کی دوسری سطح کیا ہے؟ فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ﴾

"اپنے رب کی بندگی (غلامی) کرو"۔

بندگی سے کیا مراد ہے؟ اس کو قرآن ایک دوسرے انداز سے واضح کرتا ہے۔ جا بجا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" اطاعت کرو اللہ کی اور طاعت کرو رسول کی۔ جب تم نے اللہ کو اپنا رب اور اس کے رسول کو رسولِ برحق مان لیا تو اب لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اُن کا کہا مانو۔ رسول ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اللہ کی بندگی نام ہے اُس کی کامل اطاعت کا' یعنی جس کام کے کرنے کا اُس نے حکم دیا ہے آدمی اسے انجام دے اور جس سے منع کیا ہے اس سے رک جائے۔ ہم ساری دنیا کو فخر سے بتاتے ہیں کہ ہمارے دین میں زندگی کے ہر گوشے کے لیے رہنمائی موجود ہے' خواہ وہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی۔ گھر کے معاملات ہوں' عدالت کے ہوں' ریاست کے ہوں یا حکومت کے ہوں۔ ہر معاملے میں دین نے تعلیمات فراہم کی ہیں۔ یہ تمام احکامات اس لیے ہیں کہ ان تمام پر عمل کیا جائے۔ اسی کا نام بندگی ہے۔

بندگی کا دوسرا جزو محبت ہے۔ لہٰذا اطاعت اسی وقت بندگی کا درجہ حاصل کرے گی جب کہ اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ کارفرما ہو۔ بندۂ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اُس کی محبت اور عقیدت کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہو۔ وہ کامل شعور کے ساتھ یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ ہی میرا مولیٰ اور آقا ہے' وہی میرا محبوب حقیقی ہے' جس نے یہ تمام سلسلہ کون و مکان تخلیق کیا ہے اور اس کا نظام چلا رہا ہے۔ اسی نے مجھے زندگی عطا کی ہے۔ وہی میری ضروریات پوری کرتا ہے' مجھے رزق دیتا ہے' میری مشکلات کو دور کرتا ہے' میری حاجات کو پوری کرتا ہے۔ اُسے اللہ کے سامنے سر جھکانے میں لطف آئے۔ محبت کے جذبے سے اللہ کے ہر حکم پر عمل کرنا اُس کی زندگی کا نصب العین بن جائے۔ یہ ہے وہ بندگی جو مطلوب ہے۔ یہ مارے باندھے کی اطاعت نہیں ہے کہ کسی شخص نے کسی کو جبراً غلام بنالیا ہو اور اب غلام مجبوراً اُس کی اطاعت کر رہا ہو۔

دینی ذمہ داریوں کی تیسری سطح کیا ہے؟ فرمایا:

﴿ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ ﴾

"اور نیکی (اور خیر) کے کام کرو"۔

نیکی میں بہت سے امور آتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد خدمت خلق ہے' یعنی دوسروں کے کام آنا' کسی کو تکلیف میں دیکھ کر اس کی تکلیف کو رفع کرنا' اس کے لیے بھاگ دوڑ کرنا' دوسروں سے ہمدردی کرنا' یہ سب خدمت خلق کے کام ہیں۔ اسی طرح بھوکے کو کھانا کھلا دینا' کوئی قرض کے بندھن میں جکڑا ہوا ہو تو اس کی اتنی مدد کرنا کہ قرض سے نجات پا جائے' یہ بھی خدمت خلق ہے۔ غلاموں کو آزاد کرنا بھی مخلوق کی بہت بڑی خدمت ہے۔ مگر اس سے اوپر خدمت خلق کا ایک اور پہلو ہے اور وہ ہے لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی فکر کرنا' ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دینا'

جہادی قوتوں کی نرسری اور ایٹمی طاقت ہونے کے باعث دشمنوں نے پاکستان کو ہدف بنالیا ہے

حافظ عاکف سعید

مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور گریٹر اسرائیل کا قیام یہود کا سب سے بڑا خواب ہے۔ اس مقصد کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے یہود امریکہ اور اتحادی ممالک کو استعمال کر رہے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ عراق کو اسی لیے تہس نہس کیا گیا کہ وہ ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا تھا جبکہ افغانستان پر حملے کا مقصد جہادی قوتوں کی نرسری کا خاتمہ تھا۔ پاکستان بھی جہادی قوتوں کی نرسری اور ایٹمی طاقت ہونے کے باعث ان کے ٹارگٹ پر ہے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ آج مسلمانوں کو جس ذلت کا سامنا ہے وہ دین سے بے وفائی کی سزا کے طور پر اللہ کا عذاب ہے۔ احادیث میں قیامت سے قبل جس بڑی جنگ "الملحمۃ العظمیٰ" کا ذکر ہے وہ اب سروں پر منڈلا رہی ہے۔ اس جنگ میں پہلے مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوگا۔ حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کی شہادت پر عرب ممالک میں بغاوت ہوگی جو اس بڑی جنگ کا پیش خیمہ بنے گی۔ اولاً عرب مسلمان بڑی تباہی سے دوچار ہوں گے لیکن بالآخر مسلمان جاگیں گے اور دین کے تقاضوں کو پورا کریں گے۔ اس پر اللہ کی نصرت ان کے شامل حال ہوگی اور کفر مغلوب ہوگا۔ چنانچہ احادیث میں کی گئی پیشین گوئیوں کے مطابق پوری دنیا پر دین اسلام غالب ہو جائے گا۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ موجودہ ذلت و رسوائی سے نکلنے کی واحد راہ یہ ہے کہ مسلمان فریضہ شہادت علی الناس کی ادائیگی کے لیے نظام خلافت قائم کریں۔ اگر مسلمان خود دین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دین حق کے قیام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو باطل نظام کے رکھوالے ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔

مسلمان حکمران قبلہ اوّل کی حفاظت کریں' ورنہ مسلم عوام جہادی گروپوں کے ذریعے اِس کی حفاظت پر مجبور ہوں گے

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اسرائیلی کابینہ کے اِس فیصلے کی شدید مذمت کی کہ وہ مسجد اقصیٰ کے گرد کھدائی جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا اسرائیل کا اصل مقصد مسجد اقصیٰ کو مکمل طور پر شہید کرنا ہے اور یہ اس کا آغاز ہے۔ یہودی گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے سرگرم ہیں' جبکہ مسلم حکمران' او آئی سی اور عرب لیگ اپنے اقتدار اور اختیار کو بچانے کی فکر میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمرانوں کی اس بے حسی سے مسلم عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر حکمرانوں نے قبلہ اول کی حفاظت کے لیے اقدامات نہ کیے اور یہودیوں کو ان کے ناپاک عزائم سے نہ روکا تو خدشہ ہے کہ مسلم عوام جہادی گروپوں اور انتفاضہ جیسی تحریکوں کے ذریعے قبلہ اول کی حفاظت کے لیے مجبور ہوں گے۔

9 اور 12 فروری 2007ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے اخبارات کے نام جاری کردہ پریس ریلیز

تاکہ وہ بھی اللہ کی بندگی کرنے لگیں اور اپنی آخرت کو سنوار سکیں۔ یہ خدمت خلق کی بلند ترین سطح ہے۔

اس سے پہلے خدمت خلق کی یہ ذمہ داری نبی اور رسول ادا کرتے تھے‘ جو ہر دور میں آتے رہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے چودہ سو سال ایسے گزرے کہ ان میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہ ہوا کہ جس میں کوئی نبی یا رسول ان کے درمیان موجود نہ رہا ہو‘ بلکہ بعض اوقات تو ایک سے زیادہ رسول ہوئے ہیں۔ یہ انبیاء و رسل لوگوں کو عذاب جہنم سے بچنے کی تلقین کرتے‘ انہیں بندگی کی دعوت دیتے تھے۔ اُن کی پکار یہ ہوتی تھی کہ

”یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ“

”اے میری قوم‘ اللہ کی عبادت کرو‘ جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“

آیت زیر بحث کے آخری حصے میں فرمایا:

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾

”تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس میں ایک لفظ اور ایک حرف بھی زائد نہیں ہے۔ یہ فیصلہ کن کلام ہے۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ کرو‘ یہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ‘ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں یہ کام بہر حال کرنے ہیں۔ اگر تم ابدی زندگی میں کامیابی چاہتے ہو‘ اور جنت تمہارا ہدف ہے‘ تو پھر تمہیں اس راستے پر چلنا ہوگا۔ ان دینی تقاضوں کو پورا کرو گے تو پھر ہی وہ عظیم نعمت تمہیں حاصل ہوگی جس کا عنوان جنت ہے۔ اگر اس راستے پر چلے بغیر یہ خیال کرتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم خود فریبی میں مبتلا ہو۔

آیت 78 میں ذمہ داریوں کی چوتھی سطح کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾

”اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔“

جہاد کا لفظ جدوجہد‘ کشمکش اور انتہائی سعی و کوشش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ کشمکش اور جدوجہد سرکش قوتوں کے خلاف مطلوب ہے۔ یہ وہ طاقتیں ہیں جو اللہ کی بندگی‘ اُس کی رضا جوئی اور اُس کی راہ پر چلنے میں مانع ہیں۔ ان قوتوں کو شکست دے کر آدمی خود بھی اپنے آپ کو بندگی کے لئے تیار کرے اور دوسروں کو بندگی کی دعوت دے‘ یعنی شہادت علی الناس کا فریضہ ادا کرے‘ اور دنیا میں اللہ کے نظام بندگی کے لئے راہ ہموار کرے۔

اِس جہاد کا اولین ہدف آدمی کا نفس امارہ ہے۔ یعنی نفس کو اللہ کی اطاعت اور بندگی کے لئے آمادہ اور تیار کرنا‘ جب آپ طے کرلیں کہ آپ کو ارکان اسلام کی پابندی کرنی ہے‘ اپنی پوری زندگی میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت بجالانا ہے‘ تو اِس کا اوّلین تقاضا اپنے نفس پر کنٹرول کرنا ہے۔ صوفیاء کے ہاں اس کے لئے مجاہدہ مع النفس کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ مجاہدہ مع النفس کے بغیر طبیعت بندگی پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ سخت سردی کے موسم میں آپ گرم بستر چھوڑ کر نماز فجر کے لئے تب ہی اُٹھ سکتے ہیں‘ جب نفس کی لگام آپ کے ہاتھ میں ہو۔ اقبال کہتے ہیں۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب ہے پیار تجھے‘ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

لیکن یہ اندرونی معرکہ ہے۔ خارجی سطح پر جہاد فی سبیل اللہ کا پہلا مرحلہ شہادت علی الناس ہے۔ اِسی کے لئے ”دعوت“ اور ”تبلیغ“ کے دو الفاظ آتے ہیں۔ شہادت علی الناس کا مطلب ہے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا کر دین حق کی گواہی قائم کر دینا۔ تاکہ روز قیامت وہ یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا تھا۔ یہ کام بنیادی طور پر رسولوں کا تھا۔ چنانچہ ہر دور میں انبیاء و رسل یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے شہادت کی یہ ذمہ داری بتمام و کمال انجام دی۔ اپنے قول و عمل سے‘ اپنی عظیم جدوجہد سے دین حق کو بالفعل قائم کر کے حق شہادت ادا کر دیا۔ آپؐ نے اجتماعی سطح پر اسلامی نظام کا حسین نقشہ دنیا کو دکھا دیا۔ بعد ازاں یہ نظام خلافت راشدہ کی صورت میں جلوہ گر ہو کر پوری دنیا میں پھیل گیا۔ اب چونکہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو چکا ہے‘ لہٰذا یہ ذمہ داری امت مسلمہ پر ڈالی گئی ہے۔ گویا یہ ختم نبوت کا تقاضا ہے۔

اِسی لئے آگے فرمایا:

﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ﴾

”اُس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اُسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے۔ تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں۔ اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو۔“

اِس مضمون کو قرآن حکیم میں کئی اور مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ......﴾ (آیت:143)

”اور اِسی طرح ہم نے تم کو اُمتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔“

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہوا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

(آیت:110)

”(مومنو!) جتنی اُمتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں‘ تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔“

گویا اللہ کے پیغام کو نوع انسانی تک پہنچانے کے لئے یہ امت واسطہ اور ذریعہ ہے۔ یہ دوسروں کی بھلائی کے لئے تشکیل دی گئی ہے۔ چنانچہ اب اللہ کے پیغام پہنچانے کی ذمہ داری کے لئے امت پر جہاد اور کوشش فرض ہے۔ شہادت علی الناس محض یہی نہیں کہ اللہ کا پیغام پہنچا دیا جائے بلکہ یہ پہنچانا اِس طور سے ضروری ہے کہ مختلف طور طریقے اور اسالیب اختیار کر کے دوسروں پر بات واضح کر دی جائے‘ تاکہ اُن پر حجت تمام ہو جائے‘ اور اُن کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے یہ ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دی۔ اِس کے تمام مراحل طے کئے‘ پھر جا کر دین ہم تک پہنچا۔ اب جبکہ امت اِس فریضے سے غافل ہو گئی ہے‘ تو سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ امت کو بتایا جائے کہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے‘ تمہیں یہ مشن دیا گیا اور اِس مشن کو پورا کرنے میں تم نے جو مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے‘ اُسی کا نتیجہ ہے کہ ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہو‘ کیونکہ اللہ کا اصول ہے کہ مسلمان امت اگر دین سے بے وفائی کرے‘ اپنی دینی ذمہ داریاں ادا نہ کرے تو دنیا میں اُس پر ذلت و مسکنت کا عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یہود کے بارے میں فرمایا گیا:

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ﴾ (البقرہ:61)

”اور (آخر کار) ذلت (اور رسوائی) اور محتاجی (و بے نوائی) اُن سے چمٹا دی گئی اور اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔“

موجودہ ذلت و رسوائی سے ہمارے نکلنے کی صورت یہی ہے کہ امت شہادت کے فریضے کی ادائیگی پر کمر بستہ ہو جائے‘ اور تمام نوع انسانی تک اللہ کے دین کو پہنچائے۔ اور اِس کا آغاز ظاہر ہے کہ اِس بات سے ہوگا کہ پہلے مسلمانوں کو اللہ کا یہ پیغام پہنچایا جائے جو اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً)) (رواہُ البخاری)

”پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو۔“

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے فرمایا:

((لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) (رواہُ البخاری)

”جو یہاں موجود ہے وہ پہنچا دے اُس شخص تک جو یہاں موجود نہیں ہے۔“

ایک اور موقع پر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

”اے علیؓ! اگر تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک انسان کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔“ (الحدیث)

اِس اجتماعی فریضے کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ مل جل کر ایک جماعت بنائی جائے۔ جو پہلے مسلمانوں میں یہ کام کرے اور پھر پوری نوع انسانی تک اللہ کا یہ پیغام پہنچائے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی ذمہ داریوں کا شعور اور اُن کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے‘ آمین

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

شیطان کی چالیں

عتیق الرحمٰن صدیقی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ شیطان مقرر کیا گیا ہے۔'' صحابہؓ نے پوچھا: ''اور آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ!'' آپؐ نے فرمایا: ''ہاں' مگر میں نے اللہ کی مدد سے اسے مسلمان کر لیا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے بس نیکی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔''

شیطان کے بارے میں یہ ارشاد حضور نبی کریم ﷺ کا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے' مگر اللہ کی توفیق سے اسے جکڑا بھی جا سکتا ہے اور اس کے داؤ پیچ سے بچا بھی جا سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ پر تو اس کا بس چلنا ممکن ہی نہ تھا مگر عام آدمی اپنی کمزوریوں کی بدولت اس کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس لئے اہل ایمان سے کہا گیا کہ اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی اکساہٹ محسوس ہو تو اللہ کی پناہ مانگو اور کہو' میرے پروردگار میں شیطان کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (المومنون) سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطانؔ کے اثر سے کوئی برا خیال انہیں چھو بھی جائے تو وہ فوراً چونک جاتے ہیں اور پھر انہیں (صحیح راستہ) صاف نظر آنے لگتا ہے۔'' وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جو شیطان کے حربوں سے بچ نکلتے ہیں۔

شیطان عربی میں سرکش متمرد اور شوریدہ سر کو کہتے ہیں' اسی طرح اس کے معنی جلد باز' تندخو' مشتعل مزاج اور شریر کے بھی آتے ہیں۔ ان خصوصیات کے حامل جنوں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں سے بھی۔ بعض مقامات پر شیاطین کا لفظ ان بڑے بڑے سرداروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو حضور ﷺ کے زمانے میں اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ شیطان کا دوسرا نام ابلیس بھی ہے' جس کے لفظی معنی ''انتہائی مایوس'' کے ہوتے ہیں۔ اس نے آدم اور بنی آدم کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور جھکنے کے بجائے اکڑ گیا تھا' اسی موقع پر اس نے اللہ سے قیامت تک کے لئے یہ مہلت طلب کی تھی کہ وہ نسل انسانی کو مسلسل بہکاتا اور ورغلاتا رہے۔ وہ انسان کی طرح ایک صاحب تشخص ہستی ہے اور انسان کا ازلی دشمن ہے۔ حضرت آدمؑ کو جنت سے نکلوانے کا باعث بھی یہی بنا تھا اور جب حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا تو اس نے جناب ابراہیمؑ کو اس عمل سے روکنے کی بہت کوشش کی مگر اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ قرآن نے بار بار کہا ہے کہ شیطان کی پیروی مت کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نفس انسانی پر نیکی اور بدی الہام کر دی ہے' گویا نیکی اور بدی دونوں کے رجحانات اور میلانات رکھ دیئے ہیں۔ سورۂ بلد میں فرمایا: ''اور ہم نے اس کو خیر و شر کے دونوں راستے دکھا دیئے'' اور پھر فرمایا کہ ''ہم نے اس کو راستہ دکھا دیا خواہ شاکر بن کر رہے یا کافر'' حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''میرا رب فرماتا ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف (صحیح الفطرت) پیدا کیا تھا پھر شیاطین نے آ کر ان کو ان کے دین سے گمراہ کر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور نہ ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان کو شریک کریں جن کے شریک ہونے پر میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔'' (مسند احمد) شیطان انسان میں پائے جانے والے بدی کے رجحان سے خوب فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ زر و مال کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے' اولاد کی محبت کا جھانسہ دے کر اسے پھنسا لینا ممکن ہے۔ وہ جاہ و اقتدار کا بھوکا ہے' ناموری کی خواہش اس کی رگ و پے میں موجود ہے' حسن و خوبصورتی کا دلدادہ ہے۔ وہ آتشیں مزاج ہے۔ اس کے صنفی میلانات کو بھڑکانا مشکل نہیں۔ وہ نام و نمود پر مرمٹتا ہے۔ حسب نسب اور زبان پر ذرا سی نکیر کے سبب وہ سرخ انگارہ بن جاتا ہے۔ مختلف حیلوں بہانوں سے اسے اپنی راہ پر لانا ناممکن نہیں۔

> شیطان نہایت چالاکی' مکاری اور عیاری سے بڑوں بڑوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس لیتا ہے۔ وہی لوگ اس کی فسوں کاری سے بچتے ہیں جو ایمان کامل رکھتے ہوں اور اپنے رب پر انہیں مکمل بھروسہ ہو۔

قرآن حکیم نے شیطان کو الغرور یعنی دھوکے باز بھی کہا' کیونکہ وہ نہایت چالاکی' مکاری اور عیاری سے بڑوں بڑوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس لیتا ہے' نہ تو کوئی نمازی اور پرہیزگار اس سے بچتا ہے اور نہ کوئی پیر اور عالم' اور نہ کوئی معلم اور متعلم۔ وہ عالموں' خطیبوں اور واعظوں کو بھی شکار کر لیتا ہے' مسند ارشاد پر بڑے لطیف انداز میں دھاوا بولتا ہے' جبہ و دستار کے پیچ و خم کو اپنی مخصوص اداکاریوں سے ایسے ادھیڑتا ہے کہ انہیں محسوس نہیں ہو پاتا کہ وہ جس راہ کے راہی ہیں وہ ٹیڑھی ہے یا سیدھی۔ دراصل وہ خیر خواہ اور ہمدرد بن کر سب کو اپنی راہ سجھاتا ہے۔ اس کی شیطنت کے باعث تاجر ڈنڈی مارنے سے نہیں چوکتا' دکاندار نفع خوری سے باز نہیں آتا' سیاست کار دورخی نہیں چھوڑتا' مزدور کی آہ و بکا پر مالک کا دل نہیں پسیجتا' کاشتکار کی چیخ و پکار زمیندار کے احساسات کو تڑپاتی نہیں' مظلوم کی فریاد و فغاں ارباب اختیار کو جھنجوڑتی نہیں' اقتدار بے بسوں کی بے بسی پر لرزتا نہیں' قاتل قتل و خوں ریزی سے شرماتا نہیں' منبر و محراب کے وارثوں کو برگزیدہ بن کر ورغلاتا ہے اور وہ دام ہمرنگ زمیں میں پھنس جاتے ہیں۔ حضرت شیخ کو ایسی پٹی پڑھاتا ہے کہ وہ اس کے سحر میں مبتلا ہو کر اپنا فرض فراموش کر دیتے ہیں۔ شیطان مختلف بہروپ بھرتا ہے اور بالعموم انسانوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ وہی لوگ اس کی فسوں کاری سے بچتے ہیں جو ایمان کامل رکھتے ہوں اور اپنے رب پر انہیں مکمل بھروسہ ہو۔

شیطان انسان کو فضائل اخلاق سے محروم کرنے کے درپے ہوتا ہے اور یوں اسے رذائل کا رسیا بنا دیتا ہے۔ وہ بزدلی اور گھبراہٹ پھیلاتا ہے' باطل سے خوف دلاتا ہے۔ وہ گمراہی کو خوش نما بنا کے پیش کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) گندے شیطانی کام ہیں۔ سو ان سے پرہیز کرو' تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو تم کو ان کاموں سے باز رہنا چاہیے۔'' (المائدہ:90,91)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ''لوگو! زمین میں جو پاک اور حلال چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو' وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ اور تمہیں سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کرو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔ (البقرہ:168,169)

شیطان انسان کو کیسا طرزِ عمل اختیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے‘ قرآن نے جا بجا اس کی وضاحت فرمائی۔ اللہ نے فرمایا کہ ”شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرم ناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے‘ مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔“ (البقرہ:268)

شیطان کے بہلاوے میں آ کر انسان سود کھانا گوارا کر لیتا ہے۔ قرآن نے کہا ”مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں‘ ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔“ (البقرہ) غزوۂ احد کے موقع پر جب مسلمانوں پر اچانک دو طرف سے بیک وقت حملہ ہوا تھا تو ان کی صفوں میں ابتری پھیل گئی تھی۔ دگرگوں حالات میں اللہ نے انہیں حوصلہ دیا۔ قرآن نے کہا کہ ”ان کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دیے تھے۔“ (آل عمران) وہ دعوتِ حق کو ناکام بنانے کے لئے نہایت مکروہ چالیں چلتا ہے۔ وہ داعیٔ حق کو اپنی راہ سے ہٹانے کے لیے اسے جہالت میں مبتلا کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اسے سب سے زیادہ ناگوار یہ ہے کہ مومن قران کی رہنمائی سے استفادہ کرے۔

ہم جب گردوپیش پہ نظر دوڑاتے ہیں تو ہم عجیب افراتفری‘ انتشار‘ اختلال اور فساد برپا دیکھتے ہیں۔ اخوت اور محبت عنقا ہے۔ جبر و قہر کی حکمرانی ہے۔ سفاکیت اور بربریت دندنا رہی ہے۔ انسان‘ انسان کا دشمن ہے۔ اللہ کی زمین انسانوں کے خون سے لت پت ہے۔ اللہ کے احکامات کو ڈھٹائی سے روندا جا رہا ہے۔ شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے اور مالک کون و مکان کی حدود کو بڑے دھڑلے سے روندا جا رہا ہے۔ کیا یہ ساری شیطان کی کارستانی نہیں؟ شیطان ہوتا ہی وہ ہے جو بھلائی سے دور اور برائی سے قریب ہو اور جسے فساد سے لگاؤ اور اصلاح سے نفور ہو۔ شیطان جب انسانوں پر غلبہ پا لیتا ہے تو اللہ کی زمین بگاڑ اور فساد سے بھر جاتی ہے‘ انسان کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے‘ جور و ظلم کی انتہا ہو جاتی ہے‘ قساوت اور شقاوت کا دور دورہ ہوتا ہے اور سکینت و طمانیت چھن جاتی ہے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم اپنے اوپر سے شیطان کا قلادہ اتار پھینکیں اور اپنے من میں ڈوب کر اپنا سراغ پانے کی کوشش کریں‘ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم شیاطین کی بجائے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں‘ صرف اس کی پناہ طلب کریں۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا: ”لوگو! جو کچھ تمہارے رَب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے‘ اس کی پیروی کرو اور اپنے رَب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔ مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔“

(الاعراف:3)

میڈیا کا حملہ

رفیقۂ تنظیم اسلامی

ذرائع ابلاغ (media) سے انسانی خیالات و تصورات دوسروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ آج کی دنیا کا مؤثر ترین ہتھیار بن چکا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے چاقو ہو‘ جس کو حسب منشا مثبت یا منفی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے سبزی بھی کاٹی جا سکتی ہے‘ اسی طرح تیز دھار یہی چاقو آپریشن میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہی چاقو ایک اہم آلہ قتل بھی ہے۔ میڈیا کے چاقو نے خواہ وہ پرنٹ میڈیا کی شکل میں ہو یا الیکٹرانک میڈیا ہو‘ ہماری غیرت وحمیت کا خون کر دیا ہے۔ نتیجتاً آج ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ذرا دیکھئے‘ نماز کی جگہ پوجا‘ تسبیح و قرآن کی جگہ گانے‘ ستر و حجاب کی جگہ تنگ لباس‘ حضور ﷺ کی سنت اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی عادات کی جگہ انگلش اور انڈین اداکاراؤں کے انداز و اطوار‘ نظروں میں حیا کی جگہ ہوس اور روز بروز بڑھتی ہوئی زنا کی شرح‘ گھروں سے لڑکیوں کا بھاگنا‘ عیش و عشرت میں بدمست لوگ! یہ سب کوئی انوکھی یا تصوراتی تصویر تو نہیں‘ یہ ہمارے ہی معاشرے کے مختلف گوشے ہیں۔ یہ سب ہمارے سماج میں ہو رہا ہے۔ اب انتظار ہے تو اس بات کا کہ ہمارے بچے ہمارے جنازے کی جگہ ہماری چتا کو نذرِ آتش کریں!!! ان سب چیزوں نے ہمارے دل و دماغ تک پہنچنے کا راستہ میڈیا کو ہی بنایا ہے۔ سونیا گاندھی نے کئی برس قبل کہا تھا:

”ہمیں پاکستان کو شکست دینے کے لیے اب کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم نے پاکستان کو تہذیب کی مار دے دی ہے۔“

اور یہ بات سچ نکلی! آج انڈیا کو پاکستان پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرنے کے تردد کی ضرورت ہی نہیں۔ بھلا اسے کیا پڑی ہے جو اس کے لیے اسلحہ بھی استعمال کرے اور جانیں بھی دے‘ جبکہ ہماری ماؤں کی گود میں ایشوریا رائے اور رانی مکرجی جنم لے چکیں! بلکہ اب تو پروان بھی چڑھ چکی ہیں۔ محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد کی جگہ کب سے شاہ رخ خان اور سلمان خان لے چکے۔ اس سارے طرزِ عمل کا سبب ہمارا ایمانی ضعف‘ عمل میں کوتاہی اور منافقت کی روش ہے۔ دین کی دعوت دینے کے لیے دروازوں پر دستک دینا پڑتی ہے‘ حسبِ توفیق پکوان کا اہتمام کرنا پڑتا ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی بات سننے آ جائے اور ہم اُس تک اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ معاشرے کی اصلاح ہو۔ مگر ہمیں اب معاشرے کی کیا فکر ہے‘ ہم تو اپنے گھروں کی فکر سے بھی آزاد ہو چکے ہیں۔ ہمارے گھروں کے مرد گھر سے باہر جاتے ہوئے اپنے گھروں میں فحاشی کے مراکز خود ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر جاتے ہیں‘ اور ٹی وی پر کھلے عام ان تمام مناظر کو دیکھا جاتا ہے جنہیں دیکھنا حیا کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے۔ لبرل ازم کی انتہا دیکھئے کہ اب بہن بھائی‘ ماں باپ سب اکٹھے بیٹھ کر یہ خرافات نہ صرف دیکھتے ہے بلکہ اس کو انجوائے منٹ کا نام دیتے ہیں ؏

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

اِس خوفناک صورتحال کے بارے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے‘ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ اس سیلاب سے کس طرح محفوظ رہا جائے۔ طریقہ صرف ایک ہی ہے‘ اور وہ ہے اللہ کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کے ساتھ تمسک‘ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر انہیں تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اور یہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور میری سنت ہیں۔

ذہنی غلامی سے نجات پا لیجیے۔ احساس کمتری کو چھوڑ کر احساسِ برتری اپنایئے‘ کہ ہمارے دین نے ہمیں وہ تہذیب دی ہے جو ہر قسم کی جاہلانہ تہذیب سے ماورا اور برتر ہے۔ اس دھوکے میں نہ آئیں کہ ہندی اور انگریزی ثقافت ہماری دینی ثقافت سے اعلیٰ ہے۔

میڈیا ہمارے اساسی نظریات کو بدلنا چاہتا ہے‘ ہماری روایات و اقدار کو تبدیل کرنے کے لئے کوشاں ہیں‘ شرم و حیا کا جنازہ نکالنے کی منظم حکمت عملی پر عمل پیرا ہے۔ اپنے گھروں میں اس کی حکمت کے ساتھ مخالفت کیجئے اور اس بات کو سمجھا یئے کہ یہ slow pisoion کس طرح ہماری جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ یاد رکھئے! اللہ کا غضب کسی اور بات پر اتنا نہیں بھڑکتا جتنا فحاشی و بے حیائی پر بھڑکتا ہے۔ آئیں ہم اپنا اپنا فرض ادا کریں۔ اپنے گھر اور اپنے سماج کی اصلاح پر کمربستہ ہو جائیں۔ شاید یہی ہمارے لیے زادِ راہ بن جائے۔

دعا ہے دونوں جہانوں کے رب سے کہ ہمیں قلب بینا عطا کر دے تا کہ ہم تاک میں بیٹھے دشمن کو پہچان سکیں اور اس کا سدباب کر سکیں۔

بعثتِ محمدی ﷺ کے مقصد کی تکمیل کا مرحلۂ ثانی تمام روئے ارضی پر دین حق کا غلبہ ہے

یہودی گریٹر اسرائیل کا قیام چاہتے ہیں، جس کے لیے عظیم ترین جنگ کی تیاریاں جاری ہیں

نظام خلافت کے نفاذ کی کوشش کرنے والوں کو فنڈ امنٹلسٹ اور انتہا پسند قرار دیا جا رہا ہے

باطل دجالی فتنے کے طور پر آگے بڑھ رہا ہے اور یہود اس کے آلہ کار ہیں

اسلام مکمل نظام زندگی ہے جسے ملک میں غالب کر کے ہم دوسری اقوام پر اتمام حجت کر سکتے ہیں

تحریک خلافت اور تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا خصوصی خطاب

تحریک خلافت پاکستان کے اوّلین مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانان عالم میں دین کے تقاضوں کا شعور پیدا کیا جائے اور بنی نوع انسان کو خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، نظام خلافت کی برکات سے آگاہ کیا جائے۔ اور خاص طور پر اہل پاکستان کو ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا جائے جس کے ذریعے انہیں مذہبی فرقہ واریت اور انتخابی سیاست سے بالاتر ہو کر نظام خلافت کے قیام کے لیے منظّم جدوجہد کی ضرورت کا احساس بیدار ہو سکے۔ انہی مقاصد کی تکمیل کے لیے تحریک خلافت گاہے بگاہے فکری نوعیت کے دعوتی پروگرام کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح کی ایک پروگرام 4 فروری بروز اتوار ایوان اقبال لاہور میں منعقد کیا گیا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز قاری احمد ہاشمی کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ نوجوان نعت خواں جعفر طیار نے ہدیہ نعت کی سعادت حاصل کی۔ تحریک خلافت کے ناظم اعلیٰ اور پروگرام کے سٹیج سیکرٹری جناب عبدالرزاق صاحب تھے۔ انہوں نے مختصر انداز میں تحریک خلافت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ بعدازاں بانی تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے "بعثت محمدیؐ کے مقصد کی تکمیل اور مسلمانان پاکستان کی ذمہ داری" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ منفرد شان ہے کہ وہ پوری نوع انسانی کی طرف رسول ﷺ بنا کر بھیجے گئے۔ آپؐ اللہ کے نبی اور رسول ہی نہیں خاتم النبیین ہیں، اور آپؐ پر نبوت ختم ہی نہیں ہوئی بلکہ نبوت کی تکمیل ہوئی ہے۔ آپؐ کا دور رسالت قیامت تک جاری و ساری ہے۔

رپورٹ: وسیم احمد

آپؐ کو عدل و قسط پر مبنی نظام دے کر بھیجا گیا اور آپؐ کا مقصد بعثت باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر دین حق کا نفاذ تھا۔ آپؐ سے پہلے تمام انبیاء کرامؑ اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آئے، لیکن یہ ہدایت (آسمانی کتابیں) عبوری دور کے لیے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی شکل میں ہدایت کامل فرما دی، اور چونکہ یہ قیامت تک بنی نوع انسان کے لیے ہدایت نامہ ہے اس لیے اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے قرآن کو پہنچانے کی ذمہ داری نہایت احسن انداز میں پوری کی اور 23 برس کی جان گسل جدوجہد کے بعد سرزمین عرب میں اسلام کو غالب کر کے دکھایا اور اپنے بعد تبلیغ کی ذمہ داری امت کے سپرد فرمائی۔ گویا اب مبلغین دین نبیؐ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے، جس کو ہم اپنے ملک میں قائم کر کے دوسری اقوام پر اتمامِ حجت کر سکتے ہیں۔ آپؐ کے مقصد بعثت کا مرحلہ ثانی یہ ہے کہ کل روئے ارضی پر اللہ کا دین نافذ ہو جائے جس کی واضح پیشین گوئیاں احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ دنیا پر مغربی نظام کا غلبہ ہے۔ نظام خلافت کے نفاذ کی کوشش کرنے والوں کو فنڈ امنٹلسٹ اور انتہا پسند قرار دیا جا رہا ہے۔ ہمارے خواص اور عوام بھی ذہنی اور فکری اعتبار سے مغربی تہذیب میں رنگے جا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر حق و باطل کے درمیان کشمکش ازل سے جاری ہے جو ابد تک جاری رہے گی۔ اور باطل اس وقت دجالی فتنے

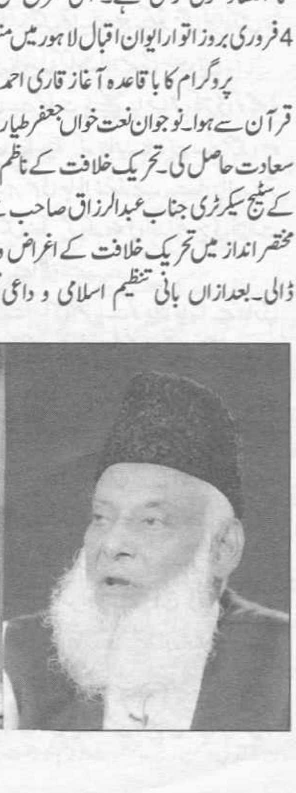

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ خطاب کر رہے ہیں۔

کے طور پر آگے بڑھ رہا ہے اور یہود اس کے آلہ کار ہیں۔
ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہودی عالم عرب میں گریٹر اسرائیل کا قیام چاہتے ہیں، جس کے لیے عظیم ترین جنگ کی تیاریاں جاری ہیں۔ یہود نے اس ایجنڈے کی تکمیل کے لیے عالم عیسائیت کو اپنا آلہ کار بنالیا ہے اور اسلام کو وہ اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ یہود تاریخ انسانی میں اللہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت برپا کر کے سیکولرازم کو پوری دنیا میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب کے مشرق سے عالمی غلبۂ اسلام کا آغاز ہوگا۔ آثار سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ خطہ برصغیر پاک و ہند ہی ہوگا' کیونکہ گیارھویں صدی ہجری سے مجدد دینِ امت کا سلسلہ عالم عرب سے برصغیر پاک و ہند میں منتقل ہو چکا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مشیت اس خطے سے وابستہ ہے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ قیام پاکستان ایک معجزہ تھا۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ تو ہمیں خطۂ زمین عطا فرما' ہم اس میں تیرے دین کا بول بالا کریں گے۔ ہم ملک میں اسلام کا نفاذ نہ کر کے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور جس نظریے کی بنیاد پر پاکستان قائم ہوا ہم اسے نظر انداز کر کے پاکستان کا جواز کھو چکے ہیں۔ ہم نے قرآن کو اپنا امام نہیں بنایا۔ کسی نے ماسکو اور کسی نے واشنگٹن کو اپنا قبلہ بنالیا ہے۔ ہمیں اپنا مقام پہچاننا چاہئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نمائندہ امت ہیں۔ اگر ہم نے نمائندگی کا حق ادا نہ کیا تو روزِ قیامت زیادہ سزا کے حق دار ہوں گے۔ ہمیں قوم یونس کی طرح اجتماعی توبہ کر کے ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کو نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہئے۔ اگر پاکستان میں دین کا نفاذ ہو گیا' تو ان شاء اللہ اسی خطے سے عالمی غلبہ اسلام کا آغاز ہوگا اور ہم دنیا کے سامنے اسلام کو ماڈل کے طور پر پیش کر سکیں گے۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے پر محیط اس خصوصی لیکچر میں حاضرین کی توجہ اور دلچسپی قابل دید تھی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے اس پروگرام کی بھرپور کوریج کی۔ پروگرام کا اختتام اجتماعی دعا پر ہوا۔

بقیہ: اداریہ

تک ممکن نہیں ہوگا جب تک یہ مثالی نظام کسی ایک ملک میں قائم نہ کر دیا جائے۔ قصہ مختصر فرد' معاشرہ' ریاست کی ترتیب سے اگر اسلامی نظام قائم نہ ہوا تو بش اینڈ کمپنی جو طاغوتی قوتوں کا سمبل ہیں اور یہودی جو دنیا میں شیطان کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں' اس وقت مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ بہرحال مایوس ہونے کی نہیں عزمِ نو کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت قرآن پاک میں فرماتا ہے' بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ کم تعداد زیادہ تعداد پر غالب آ گئی۔ اگر افلاس زدہ نہتے طالبان امریکہ جیسی سپر پاور کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں تو بقیہ ملتِ مسلمہ قرآن کو اپنا امام بنا کر اور سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کر کے ستاروں کی چال بھی بدل سکتے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم صدق دل سے اور خلوص سے اُس صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں جو اللہ نے ہمیں دکھائی ہے اور رسول ﷺ نے اُس پر چل کر دکھایا ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لڑکی' عمر 23 سال' تعلیم ایم اے عربی' ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کی طالبہ' شرعی پردہ کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 042-5845775

☆☆☆☆☆

☆ لاہور' انصاری فیملی کو اپنی بیٹی (بیوہ)' عمر 22 سال' تعلیم مڈل' پابند صوم و صلوٰۃ کے لئے برسر روزگار' دینی مزاج کے حامل گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0304-4086707

☆☆☆☆☆

☆ لڑکی' عمر 30 سال' تعلیم ایف اے' اہلحدیث' پابند صوم و صلوٰۃ کے لئے ہمدرد' برسر روزگار دیندار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
فون: 042-7021455 0333-4294536

☆☆☆☆☆

☆ لاہور میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی عمر 22 سال' چار سالہ عالمہ کورس' نہایت دیندار' پابند صوم و صلوٰۃ کے لئے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0304-4086707

☆☆☆☆☆

☆ سکھر سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم کی دو بیٹیوں' عمر 20 سال اور 18 سال' واجبی تعلیم کے لئے دینی گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔
برائے رابطہ: نثار حسین باجوہ' فون: 0333-7118269

☆☆☆☆☆

☆ دینی گھرانے سے تعلق رکھنے والی' 29 سالہ بی۔اے پاس' مطلقہ' دو بچوں کی ماں' ذات صدیقی' رہائش کراچی کے لیے دیندار گھرانے سے رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: مسز ظہیر: 021-6632910

☆☆☆☆☆

☆ 28 سالہ لیڈی ڈاکٹر' ذات شیخ' قد 6-5 کے لئے دیندار گھرانے سے اعلیٰ تعلیم یافتہ' ملازمت پیشہ یا ڈاکٹر کا رشتہ چاہئے۔ رابطہ بذریعہ ای میل
aayess45@yahoo.com

☆ گریڈ 19 کے گورنمنٹ آفیسر کا بیٹا' عمر 23 سال' تعلیم بی ایس سی (کمپیوٹر سائنس) تنخواہ 9 ہزار ماہانہ رنگ گورا' قد 5 فٹ 9 انچ کے لیے متوسط توحیدی گھرانے سے رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: پروفیسر عبداللہ شاہین
فون: 0547-521665' 0300-7521534

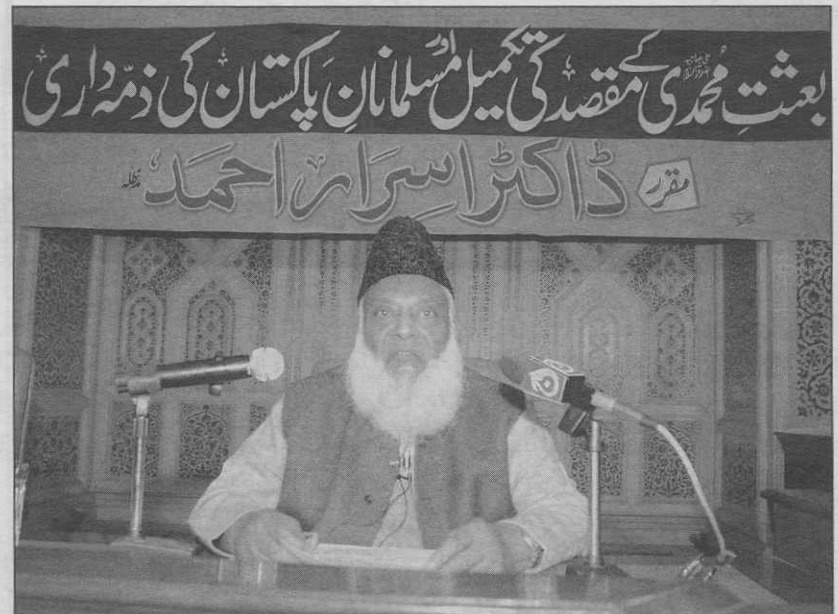

تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے زیرِ اہتمام ایوانِ اقبال' لاہور میں منعقدہ پروگرام کا ایک منظر

الجزائری مسلمانوں کے لیے دوہرا نظام تعلیم

سید قاسم محمود

عیسائی صاف کہتے تھے کہ خداوند نے الجزائر انہیں عطا کیا ہے۔ مسلمانوں کو عیسائی بنانا اس لیے ضروری ہے کہ اُن کے اندر سے بربریت نکل جائے۔ یہ ایک انسانی ضرورت ہے۔ یہی ایک پالیسی ہے جسے بروئے کار لائے بغیر فرانسیسی حکومت کے پاس کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ چنانچہ سرکاری احکامات کے تحت الجزائر کی مساجد کو گرجا گھروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ گرجا گھروں کے لیے فرانس اور دوسرے یورپی ملکوں سے پادری کثیر تعداد میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بھیجے گئے تھے۔

ایک فرانسیسی سرکاری رپورٹ کے مطابق الجزائر پر قبضے کے وقت مسلمانوں کے دینی مدرسوں کا ایک وسیع جال موجود تھا۔ اِن مدرسوں میں اسلامی علوم اور عربی کی تعلیم و تدریس ہوتی تھی۔ تیونس میں بھی بالکل ایسی ہی صورتِ حال تھی' جہاں اِن سکولوں کے ساتھ ساتھ مسجد سکول بھی قائم تھے۔ قاہرہ کے جامعۃ الازہر کے معیار کا ایک بڑا مدرسہ ''جامعہ زیتونیہ'' بھی موجود تھا' جو ایک مسجد میں قائم کیا گیا تھا۔ اعلیٰ ٹیکنیکل تعلیم کے دو سکول بھی قائم تھے' جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی کے مضامین غیر ملکی زبانوں میں پڑھائے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ اسلامی علوم کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔

الجزائر پر قبضے کے بعد فرانس نے دوہرا نظام تعلیم رائج کیا۔ ایک قسم کے نظامِ تعلیم کے لیے کتابیں اور اساتذہ فرانس سے درآمد کیے گئے' جبکہ دوسرا نظامِ تعلیم الجزائر کے مسلمانوں کے لیے تھا۔ یہ نظامِ تعلیم ''فرنچ زدہ'' مسلمانوں کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس کا نصاب بھی فرانس کی وزارتِ تعلیم نے مرتب کیا تھا اور اس نصاب کے مطابق قاعدے اور کتابیں بھی فرانس سے چھپ کر آتی تھیں (بالکل پاکستان کے انگریزی زدہ مسلمانوں والا معاملہ تھا!)۔ فرانسیسی زبان ذریعۂ تعلیم تھی اور عربی ایک غیر ملکی زبان کی حیثیت سے پڑھی جا سکتی تھی۔ دینی مدارس حکومت کی سخت پابندیوں کے باعث رفتہ رفتہ ختم ہوتے گئے۔ فرانسیسی تسلط کے پچاس سال بعد فرنچ مسلم سکولوں میں (انڈیا کے اینگلو انڈین سکولوں کی طرح) الجزائری طلبہ کی تعداد بمشکل پندرہ سو تھی۔ یہ تعداد پرائمری سکولوں میں تھی' جبکہ ہائی سکولوں میں دو ہزار طلبہ میں سے الجزائری طلبہ کی تعداد 226 تھی۔

یہ صورتِ حال دوسری جنگ عظیم کے کچھ عرصہ بعد تک قائم رہی۔ فرانس کو بہتری کا خیال اُس وقت آیا جب الجزائر کے عوام اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو چکے تھے اور الجزائری عوام کے انقلاب کا آغاز ہو رہا تھا۔ 1954ء میں حقیقی صورتِ حال یہ تھی کہ دس میں سے ایک الجزائری طالب علم کو ''فرنچ مسلم'' سکولوں میں داخلہ حاصل تھا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ فرانس کی کوشش یہ رہی کہ الجزائریوں کو تعلیم سے محروم رکھا جائے۔ الجزائر کے ساتھ جو سلوک ہوا' وہی فرانس نے اپنی دوسری نو آبادیوں مثلاً تیونس اور مراکش میں بھی روا رکھا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانیہ اور فرانس کو اپنی غلام نو آبادیوں میں بہتری کا خیال آیا۔ الجزائر میں تعلیمی اصلاحات کا اعلان کیا گیا' جن میں سے ایک اعلان سکولوں کو قومی تحویل میں لینے کا بھی تھا۔ لیکن اسے یہ کہہ کر مشروط کر دیا گیا کہ ذریعۂ تعلیم فرانسیسی زبان ہو گی۔ فرانسیسی زبان واحد ذریعۂ تعلیم تھی۔ تیونس میں آزادی سے صرف چھ سال قبل ریاضی کو عربی زبان میں پڑھانے کی اجازت دی گئی' لیکن صرف پرائمری سطح تک۔

> فرانس دینی تعلیم کی سرگرمیوں کو اپنے تسلط کے خلاف خطرہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ 1933ء میں ایک حکم نامے کے ذریعے الجزائر کے علمائے کرام کو کسی بھی قسم کی تعلیمی و تدریسی سرگرمیاں مسجدوں میں جاری رکھنے سے روک دیا گیا۔ حکم میں علمائے دین کو انتشار پسند' تخریب کار اور دہشت گرد کے طور پر پیش کیا گیا

1930ء کے عشرے میں فرانسیسی حکومت کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ الجزائریوں کے قلب و ذہن سے اسلام کی رُوح کو نکال دینا آسان کام نہیں ہے۔ فرانسیسی حکمران اسلام کے بنیادی اور اصل ماخذ پر حملہ کرنے سے کتراتے تھے اور اسے رجعت پسند اور قدامت پسند کہہ کر جان چھڑانا چاہتے تھے۔ اب انہوں نے ایسے ہتھکنڈے اختیار کرنا شروع کر دیئے' جن کے تحت لوگ سلام سے بد دل ہو جائیں' اور دوسری طرف خاص اہتمام کیا جائے کہ افریقہ کو اسلام سے پہلے کے دور میں لے جایا جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ دور جاہلیت کا تھا' جب افریقیوں کو تہذیب سے ذرا بھی آشنائی نہ تھی۔ الجزائر میں عیسائی مبلغین اور پادریوں کو حکومتِ فرانس کی جانب سے سرکاری امداد مل رہی تھی کہ وہ افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں تن تنہا نکل کر عیسائیت کی رہبانیت کی طرز پر اسلام سے پہلے کی زندگی ہی کو نیکی اور تقویٰ قرار دیں' لیکن فرانس میں ایسے دانشور اور مفکر بھی موجود تھے جن کو یہ شعور حاصل ہو گیا تھا کہ مسلمان کی قوتِ ایمانی پر ایسے مصنوعی حربوں اور طریقوں سے ضرب لگانا ممکن نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی حکومت کو مشورہ دیا کہ فرانس اور اسلام کے درمیان مخاصمت و عداوت کو کم کیا جائے اور مسلمانوں کو دوست بنا کر فرانسیسی بنایا جائے۔

دینی مدارس کا احیاء

1924ء کی تعلیمی اصلاحات کے تحت ''قرآن سکول'' قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ تمام گورنروں کو حکومتِ فرانس کا یہ حکم پہنچا دیا گیا کہ گورنر جنرل کی اجازت سے ایسے مدرسے قائم کیے جا سکتے ہیں' جن کا مقصد مسلمانوں اور انتظامیہ کے درمیان رابطہ پیدا کرنا ہو۔ ایسے مدرسوں میں تعلیم پانے والے افراد مقامی آبادیوں کے لیے قائم ٹربیونل (پنچایت یا یونین کونسل) کے ناظم اور منصف ہوں گے' یعنی وفادار بیوروکریٹ۔

الجزائر کے علمائے دین اِن تمام حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ اسلامی قانون کا نفاذ و اطلاق ان کی منزلِ مقصود تھی۔ اسلامی نظامِ تعلیم کا قیام اُن کا مشن تھا۔ اُن کے خیال میں اسلامی نظامِ تعلیم چار بنیادی اہداف کے حصول کا نام تھا:

پہلا' دینی تعلیم
دوسرا' اخلاقی تربیت
تیسرا' ذہنی تربیت
چوتھا' مادی ضروریات کی تکمیل

ابن بادیس کی اصل جدوجہد اور تحریک کا مقصد ان اہداف کا حصول تھا۔ اسی مقصد کے تحت انہوں نے ایک ایک فرد کو اجتماعیت میں رنگنے کی کوشش کی۔ اُن کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ ہر مسلمان انفرادی حیثیت میں آنحضورﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر صدقِ دل سے عمل کرے اور اپنی کوشش کے اثرات و ثمرات سماج کی طرف منتقل کر دے۔ اسی لیے اُن کے تعلیمی نظریات

احمد بن بادیس نے کہا: ہم اپنے شاگردوں کو قرآن پڑھاتے ہیں اور انہیں نصیحت کرتے ہیں کہ وہ قرآن کا مطالعہ پہلے دن سے اِس یقین سے کریں کہ قرآن سے اُن کے باطن میں بھی وہی عظیم انقلاب جنم لے گا جو ہمارے آباء و اجداد اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے برپا کیا تھا

میں اِس بات کو اولیت حاصل تھی کہ ہر مسلمان اپنی انفرادی اور معاشرتی زندگی میں ایک مکمل انسان ہو۔ وہ مکمل انسانی شخصیت پر یقین رکھتے تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ فرانسیسی استعمار و استبداد میں یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ وہ مسلمان کو جسمانی اعتبار سے مضبوط' ذہنی طور پر بالغ نظر اور اخلاقی اعتبار سے مکمل دیکھنا چاہتے تھے۔ اُن کے نظریات کے مطابق انسانی کمال یہ ہے کہ وہ علم کا پیاسا ہو' عزم کا پختہ ہو' قوت کا منبع ہو۔ کام کرنے سے آگے آگے ہو اور اُس کا کردار نفاست اور پاکیزگی کا آئینہ دار ہو۔ انسانی شخصیت کی پیدائش کے ساتھ ہی تعمیر ہونا شروع ہو جاتی ہے اور موت تک تعمیر ہوتی رہتی ہے۔

''علم' عزم اور کام'' یہ احمد بن بادیس کا سہ لفظی نعرہ تھا اور مشن بھی۔ یہ تین خوبیاں مزید تین خوبیوں پر انحصار کرتی ہیں۔ کام کا تعلق مضبوط اور تندرست جسم سے ہے۔ ثقہ علم اور پختہ عزم کو اعلیٰ اور بلند کردار سے حوصلہ ملتا ہے' جس سے مفید کام جنم لیتا ہے' اس لیے نوعِ انسانی کو ان تین خوبیوں کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے۔ ایسے افراد تیار ہو جائیں تو اسلامی تہذیب کے احیاء کا کام مشکل نہیں رہتا۔ الجزائر کے علمائے دین کے سامنے ایسے افراد تیار کرنے کا نصب العین تھا۔ الجزائر کی نئی نسل کو نئے حوصلوں اور نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا تھا۔ احمد بن بادیس نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا:

> ''ہم اپنے شاگردوں کو قرآن پڑھاتے ہیں اور انہیں نصیحت اور ہدایت کرتے ہیں کہ وہ قرآن کا مطالعہ پہلے دن سے' اور پھر ہر دن ایسے جذبے اور لگن سے کریں کہ اُن کے قلوب میں یہ اُمید روشن ہو جائے کہ قرآن سے اُن کے باطن میں بھی وہی عظیم انقلاب جنم لے گا جو ہمارے آباء و اجداد اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے برپا کیا تھا۔''

احمد بن بادیس کے نظریات نے علمائے دین میں ایسی انقلابی رُوح پھونکی کہ وہ اسلام کے نہ صرف تحفظ پر کمربستہ ہو گئے' بلکہ اس کے مکمل احیاء و تجدید' معاشرتی زندگی میں اسلام کے نفاذ اور عملی سیاست میں اسلام کے اصولوں کی بالادستی کے لیے ہر چیز قربان کرنے پر تیار تھے۔

اِس تحریک کو فرانس کی سخت گیر پالیسی کا ردِ عمل بھی کہا جا سکتا ہے اور یہ خود علمائے دین کی جدوجہد بھی تھی کہ اسلامی اقدار و تعلیمات کو اُن کی اصلی حالت میں پیش کیا جائے' تعلیم کو عام کیا جائے اور مسجد کو ایک بار پھر تعلیم و تدریس اور ذہنی تربیت کا مرکز بنا کر کام کا آغاز ہو' تاکہ ایک طرف تو الجزائری مسلمانوں کے منتشر گروہوں کو متحد و منظم کیا جائے اور دوسری طرف انہیں فرانسیسی سامراج کے خلاف جنگِ آزادی کے لیے تیار کیا جائے۔ مسجد سے متعلقہ ہر فرد کو' خواہ وہ امام تھا یا خطیب' موذن تھا یا خادم' اُس نے عام مسلمانوں کو تعلیم دینا اپنا فرض قرار دے لیا۔ سب سے پہلے ایمانیات' پھر عبادات اور پھر معاملات کے بارے میں عام اصولوں کی تعلیم و تلقین کی گئی۔

حکومتِ فرانس علمائے دین کی اِن سرگرمیوں سے آگاہ تھی۔ مساجد کے اندر ہونے والی تعلیمی سرگرمیوں کی رپورٹ اُسے باقاعدگی سے ملتی تھی۔ یہ کام اُس کے ہمدرد' تنخواہ دار' خیر خواہ انجام دیتے تھے' جن کا بظاہر علماء اور طلبہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ فرانس دینی تعلیم کی سرگرمیوں کو اپنے تسلط کے خلاف خطرہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ 18 فروری 1933ء کو الجزائر کے گورنر نے ایک حکم نامہ جاری کیا' جس کے تحت علمائے کرام کو کسی بھی قسم کی تعلیمی و تدریسی سرگرمیاں مسجدوں میں جاری رکھنے سے روک دیا گیا۔ حکم میں علمائے دین کو انتشار پسند' تخریب کار اور دہشت گرد کے طور پر پیش کیا گیا' اور کہا گیا کہ وہ غیر ملکی عربوں اور مسلم ممالک کے گماشتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ علماء نے اِس سرکاری حکم کے خلاف سخت احتجاج کیا اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا۔ حکومتِ فرانس' الجزائر کے گورنر جنرل اور وزیر داخلہ سے دو مطالبے کیے گئے:

1۔ پہلا مطالبہ یہ تھا کہ اُن مساجد کو فی الفور کھولا جائے جن کو تالا لگا دیا گیا ہے اور جہاں تعلیم و تدریس خلاف قانون قرار دے دی گئی ہے۔

2۔ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ الجزائر کے علماء کو خود ''قرآن سکول'' کھولنے کی عام اجازت دی جائے۔ علماء کو یہ حق دیا جائے کہ وہ عوام کو اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیم دے سکیں اور اُن کی تربیت کر سکیں' اور اس کے لیے مسجدوں کو مرکز کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔

فرانس کے صدر کو ایک یادداشت پیش کی گئی' جس میں کہا گیا کہ مسجدوں کی بندش ہرگز قبول نہیں' جہاں لوگوں کو اپنے دین کی تعلیم دینے سے روک دیا گیا ہے۔ یہ نوے لاکھ مسلمانوں کا بنیادی حق ہے جسے سلب نہیں کیا جا سکتا۔

1935ء میں ''جمعیت العلماء الجزائر'' کی جنرل اسمبلی میں احمد بن بادیس نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں پر مساجد کے دروازے بند کرنا انتہائی اشتعال انگیز اقدام ہے۔ جمعیت ہرگز اِس اقدام کو قبول نہیں کرے گی اور اس حکم کے خلاف زبردست احتجاجی تحریک چلائی جائے گی۔ انہوں نے علمائے کرام کی جانب سے فرمایا کہ میں حکومت پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے مذہب پر اِس پابندی پر سخت احتجاج کرتے ہیں۔

حکومت فرانس نے علمائے کرام کے کسی مطالبے کو تسلیم نہیں کیا' لیکن عوام نے زبردست قبولیت اور پذیرائی بخشی۔ جب 1933ء میں مسجدوں کی بندش کا حکم جاری ہوا تھا' اُسی سال عوام نے از خود چندہ گیری سے 90 کے قریب نئی مساجد قائم کر لی تھیں۔ اماموں اور خطیبوں کی تعداد کم تھی' اس لیے ''جمعیۃ العلماء'' نے فیصلہ کیا کہ علماء چوبیس گھنٹے کام کرتے رہیں گے اور مساجد میں مذکورہ کمی کو پورا کرتے رہیں گے۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جائیں گے اور مسلمانوں میں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ مسلمان تو گویا اِس موقع کی تلاش اور انتظار میں تھے۔ جب کسی عالمِ دین کو اُن کے علاقے میں آنا ہوتا' اُس کا شاندار استقبال کیا جاتا۔ وہ کھلے میدانوں میں جمع ہو جاتے اور آنے والے مہمانوں کی تقریریں غور اور توجہ سے سنتے اور فرانسیسی سامراج کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار کرتے۔ حکومتِ فرانس نے ایک بار پھر مداخلت کی اور الجزائر میں علماء کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی۔ ہر عالمِ دین کو پابند کر دیا گیا کہ وہ اپنے شہر یا قصبے سے باہر نہیں نکل سکتا اور اپنی مسجد میں تعلیم و تبلیغ نہیں کر سکتا۔ علماء کی کڑی نگرانی ہونے لگی۔ اگر اُسے اپنے کسی قریبی عزیز کی وفات پر بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا تو اُس کے لیے باقاعدہ اجازت طلب کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ اکثر معاملوں میں یہ خصوصی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا جاتا۔ (جاری ہے)

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I' II' III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس کے لئے درج پتہ پر خط (مع جوابی لفافہ) لکھئے:

شعبۂ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

اپنوں کو دشمن نہ بنائیں!

حامد میر

1973ء کا آئین کسی کو پسند ہو یا نہ ہو لیکن یہ وہ واحد دستاویز ہے جسے پاکستان کی پہلی منتخب پارلیمنٹ نے اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اس آئین کے تحت پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے جسے پارلیمانی نظام کے تحت چلنا چاہیے۔ اس آئین کی خلاف ورزی پر کسی کو سزا ملے یا نہ ملے لیکن اس دستاویز کو ایک ایسے قومی معاہدے کی حیثیت حاصل ہے جو پاکستان کی جغرافیائی حدود میں شامل تمام علاقوں کے اتحاد کی ضمانت ہے۔ اس آئین کو نظرانداز کرنا قومی سالمیت کے تقاضوں کو نظرانداز کرنے کے مترادف ہے لیکن افسوس کہ ہم اس آئین کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ آج ہمارے ملک میں ایسا بہت کچھ ہو رہا ہے جو 1973ء کے آئین کی رو سے نہیں ہونا چاہیے۔ افسوس کہ ان غیر آئینی کاموں میں چند افراد اور گروہ نہیں بلکہ بعض ریاستی ادارے بھی ملوث ہیں۔ 1973ء کے آئین پر سرسری نگاہ دوڑانے سے احساس ہوتا ہے کہ ہمارے اردگرد بہت سے افراد گروہ اور سرکاری ادارے ہر وقت غیر آئینی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں لیکن آئین کو اہمیت حاصل نہ ہونے کے باعث کوئی یہ نہیں سوچتا کہ وہ آئین کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

1973ء کے آئین کی دفعہ 31 کے مطابق ریاست پر لازم ہے کہ وہ پاکستان کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے بنیادی تصورات کے مطابق ڈھالنے کے لئے اقدامات کرے گی تاکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق مقاصد زندگی کو سمجھ سکیں۔ آئین کی دفعہ 31 کی شق 2 (اے) کے مطابق ریاست کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دے، عربی زبان کی تدریس کی حوصلہ افزائی کرے اور قرآن حکیم کی درست طباعت کو لازمی بنائے۔ شق 2 (بی) کے مطابق ریاست مسلمانوں میں اتحاد اور اسلام کے اخلاقی اصولوں کو فروغ دینے کی بھی پابند ہے۔ شق 2 (سی) کے مطابق ریاست زکوٰۃ و عشر، اوقاف اور مساجد کے نظام کو تحفظ دینے کی بھی پابند ہے۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ 1973ء کے آئین کی دفعہ 31 کی روشنی میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم کی تعلیم اور اسلامیات کو لازمی قرار دینے کے لئے اب تک کتنے اقدامات کئے گئے ہیں اور عربی زبان کی تدریس کے لئے کیا حکمت عملی طے کی گئی ہے، میرا سوال یہ ہے کہ وہ مساجد اور دینی مدارس جہاں قرآن حکیم پڑھایا جاتا ہے، اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے اور جہاں عربی زبان سکھائی جاتی ہے، ان مساجد اور مدارس کو حکومت تحفظ فراہم کر رہی ہے یا نہیں.....؟ پچھلے کچھ عرصے میں پاکستان کے مختلف شہروں میں ایسی کئی مساجد کو شہید کیا گیا جو ناجائز طریقے سے تعمیر نہیں کی گئی تھیں اور ایسے کئی مدارس کے خلاف کارروائی ہوئی جہاں نہ تو فرقہ واریت کی تعلیم دی جارہی تھی اور نہ ہی دہشت گردی کا سبق پڑھایا جا رہا تھا۔

ان مساجد کی موجودگی کسی شخص یا چند افراد کو ناگوار گزری اور انہیں گرا دیا گیا۔ پاکستان کے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں 20 جنوری 2007ء کو مسجد امیر حمزہؓ کی شہادت ایک مثال ہے۔ یہ مسجد قیام پاکستان سے قبل قائم کی گئی۔ کچھ عرصہ قبل کسی کمزور دل سرکاری افسر کے دماغ میں یہ بات آگئی کہ یہ مسجد ایسے علاقے میں واقع ہے جہاں سے وی وی آئی پی شخصیات گزرتی ہیں اور اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ان وی وی آئی پی شخصیات کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں، لہٰذا اسلام آباد کے ترقیاتی ادارے سی ڈی اے نے اس مسجد پر بلڈوزر چلا دیئے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں تھا، اس سے قبل بھی اسلام آباد میں کئی مساجد کو شہید کیا جا چکا تھا، مسجد امیر حمزہؓ کو گرانے کے بعد سی ڈی اے نے اسلام آباد میں طالبات کے مدرسے جامعہ حفصہؓ کا رخ کیا اور اس کی تعمیر کو ناجائز قرار دیا، اس مدرسے میں سات ہزار کے قریب طالبات زیر تعلیم ہیں جو دینی علوم کے علاوہ جدید علوم بھی حاصل کرتی ہیں۔ یہ طالبات مسجد امیر حمزہؓ کی شہادت پر پہلے ہی دل گرفتہ تھیں، انہیں اپنا مدرسہ خطرے میں نظر آیا تو انہوں نے احتجاج شروع کر دیا اور اپنے مدرسے سے ملحقہ ایک سرکاری لائبریری پر قبضہ کر لیا۔ لائبریری کو ''یرغمال'' بنانا غیر قانونی تھا لیکن طالبات کا موقف تھا کہ مسجد امیر حمزہؓ کو کس قانون کے تحت شہید کیا گیا اور اگر ان کا مدرسہ ناجائز ہے۔ تو حکومت کو دس سال کے بعد کیوں یاد آیا کہ یہ مدرسہ سرکاری زمین پر تعمیر کیا گیا ہے؟

جامعہ حفصہؓ کی طالبات کو سمجھانے بجھانے کی بجائے کچھ لوگوں نے ان کے ساتھ دھمکی آمیز لہجے میں بات کی۔ پھر ایک غیر ملکی جریدے نے یہ خبر جاری کر دی کہ جنرل پرویز مشرف نے جامعہ حفصہؓ کے استاد اور اس سے متصل لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز اور نائب خطیب عبدالرشید غازی کو گولی مار دینے کا حکم دیا ہے۔ یہ خبر جھوٹی اور بے بنیاد تھی، لیکن حکومت کی طرف سے اس کی واضح تردید نہ ہوئی جس کے باعث غلط فہمیوں میں اضافہ ہو گیا، جامعہ حفصہؓ کی طالبات مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئیں، دیگر مدارس کے طلبہ بھی یہی سمجھے کہ معاملہ چند مساجد اور مدارس کو ختم کرنے کا نہیں بلکہ کچھ علماء کو ختم کرنے کا ہے اور انہوں نے حکومت کے ساتھ مقابلے کے لئے لال مسجد میں اکٹھا ہونا شروع کر دیا۔ چند جید علماء نے حکومت اور جامعہ حفصہؓ کی طالبات میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کے خاتمے کے لئے وفاقی وزیر داخلہ آفتاب احمد خان شیرپاؤ سے مذاکرات کئے جس کے بعد یہ طے پایا کہ مسجد امیر حمزہؓ سمیت اسلام آباد میں شہید کی گئی تمام مساجد کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک معاہدے پر علماء اور حکومتی نمائندوں نے دستخط کئے لیکن بدقسمتی سے اس معاہدے کی نقل جامعہ حفصہؓ میں نہ پہنچائی گئی۔ طالبات یہی سمجھتی رہیں کہ معاہدہ زبانی کلامی ہے، انہوں نے معاہدہ مسترد کر دیا۔ معاہدے کے اگلے ہی روز اسلام آباد کے علاقے آئی ایٹ تھری میں حکومت نے ایک اور مسجد ختم کرنے کا نوٹس جاری کر دیا، حالانکہ یہاں پر سی ڈی اے کی تحریری منظوری سے نماز ہو رہی تھی۔ کشیدگی میں بہت زیادہ اضافہ ہونے پر کوہاٹ سے سابق رکن قومی اسمبلی جاوید ابراہیم پراچہ اسلام آباد پہنچے اور انہوں نے تمام فریقوں کا موقف سننے کے بعد جامعہ حفصہؓ کی طالبات اور حکومت کے نمائندوں میں براہ راست مذاکرات کی کوشش شروع کی، امید ہے کہ یہ کوشش کامیاب ہو جائے گی۔ جامعہ حفصہؓ کی طالبات نے 6 فروری کو جنرل مشرف کے نام خط میں اپنے استاد مولانا عبدالعزیز کے ہمراہ جانیں قربان کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کرے کہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے پا جائے اور یہ سات ہزار طالبات اپنی حکومت سے لڑنے کی بجائے اپنی تعلیم مکمل کریں، علم کو اپنا ہتھیار بنائیں اور ہتھیار کو پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے والوں پر اٹھائیں۔

جامعہ حفصہؓ پاکستان نہیں بلکہ عالم اسلام میں طالبات کی سب سے بڑی دینی درس گاہ ہے۔ طالبات کی اس درس گاہ کے لئے مسائل کھڑے کرنے کی بجائے انہیں سہولتیں فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ آئین کی دفعہ 31 کے مطابق حکومت مساجد کو تحفظ فراہم کرنے اور ایسے مدارس کی حوصلہ افزائی کی پابند ہے، جہاں قرآن، اسلام اور عربی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حکومت ان مدارس کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے انہیں ایسی سہولتیں فراہم کرے کہ یہاں سائنس اور انگریزی کی تعلیم کا بھی اہتمام ہو سکے۔ ایسی صورت میں یہ مدارس فروغ تعلیم کے لئے حکومت کے بہت بڑے معاون بن سکتے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ حکومتی ادارے آئین پر عمل کریں، آئین پر عمل کرنے سے حکومت اپنے شہریوں کو پاکستان کا دشمن نہیں بلکہ دوست بنائے گی۔ (بشکریہ جنگ)

☆ کیا بغیر سمجھے قرآن پاک پڑھنے پہ ثواب نہیں ملتا؟ ☆ کیا ہر مسلمان کے لیے عربی زبان سیکھنا لازمی ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے' پھر انسان کا اعمال نامہ لکھوانے میں کیا حکمت ہے؟

☆ اذان سننے کے بعد جو شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے وہ پہلے نماز کی سنتیں ادا کرے یا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: احادیث میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک شخص پر دو فرشتے مقرر کر دیے ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں' یہ فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور ہر بات سے واقف ہیں تو پھر فرشتوں کے ذریعے لکھوانے کی کیا حکمت ہے۔ (اختر علی)

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ العلیم والخبیر ہے۔ وہ ہر شئے سے براہ راست واقف ہے۔ لیکن اُس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ہر معاملے کو تدبیر کے ساتھ استوار کیا ہے۔ اسی تدبیر کے تقاضے کے تحت فرشتے اللہ کے حکم سے انسان کا اعمال نامہ تیار کرتے ہیں تا کہ قیامت کے دن اُسے انسان کے خلاف ایک ایسے ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے کہ جسے وہ جھٹلا نہ سکے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ ﴾ (الکھف)

''اور (عملوں) کی کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گناہ گاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے' ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو' (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

س: کہا جاتا ہے کہ ایک بچہ شیر خوارگی کی عمر میں فوت ہو جائے تو وہ اپنے والدین کے لئے سفارشی بنتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر ہاں' تو کیا یہ بات قرآن کی اِس تعلیم کے خلاف نہیں کہ قیامت کے روز کوئی شخص دوسرے کا مددگار نہ ہوگا۔ (عثمان احمد)

ج: یہ بات صحیح روایات سے ثابت ہے کہ کسی مسلمان عورت یا مرد کے اگر دو یا دو سے زائد بچے' بچپن میں ہی فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے آڑ بن جائیں گے۔ ایسی روایات پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل انسان کے اپنے ہی ایک عمل کی جزا کو جہنم کی آگ سے چھٹکارے کی صورت میں بیان کر رہی ہیں' اور وہ عمل صبر ہے۔ یعنی جو والدین اپنے دو یا اس سے زائد بچوں کی وفات پر صبر کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ ان کو جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائیں گے۔ اور صبر بلا شبہ کرنا کوئی معمولی عمل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾﴾ (الدھر)

''اور ان کے صبر کے بدلے ان کو بہشت (کے باغات) اور ریشم (کے ملبوسات) عطا کرے گا۔''

اسی طرح بنی اسرائیل کے بارے میں ایک جگہ فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ﴿٢٤﴾﴾ (السجدہ)

''اور ہم نے ان میں ایسے امام پیدا کیے جو کہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے جب وہ صبر کرتے تھے۔''

یعنی صبر کی بدولت دنیا میں امامت بھی ملتی ہے اور آخرت میں جنت بھی۔

س: میرے ایک دوست کہتے ہیں کہ بغیر سمجھے قرآن پاک پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ (محمد رضوان)

ج: آپ کے ان دوست کا کہنا غلط ہے' کیونکہ قرآن پڑھنے کے اجر کی بنیادی روایت وہ ہے کہ جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے الٓمٓ کی مثال دی ہے کہ ''الف'' کے پڑھنے پر دس نیکیاں اور ''لام'' کے پڑھنے پر دس نیکیاں اور ''میم'' کے پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ حروفِ مقطعات کے معانی کسی کے علم میں نہیں۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کو بغیر معنی کے پڑھنے پر بھی ثواب ملتا ہے' بلکہ ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ہاں' یہ ضرور ہے کہ سمجھ کر پڑھنے کے فوائد اور بھی بہت سے ہیں۔ اور چونکہ قرآن بندوں کے نام اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے' ایسا پیغام جس میں انہیں زندگی بسر کرنے کا مکمل ضابطہ عطا کیا گیا ہے' لہٰذا ضروری ہے کہ اُسے سمجھا جائے' اُس پر عمل کیا جائے۔

س: کیا دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے قرآن اور اپنے دین کو سمجھنے کے لیے عربی سیکھنا لازمی ہے؟

ج: دینی تعلیم کا ایک حصہ تو وہ ہے کہ جس کا حصول ہر مرد' عورت کے لئے فرض عین ہے' مثلاً حلال و حرام' بنیادی اسلامی عقائد' فرائض و واجبات وغیرہ کا علم۔ البتہ جہاں تک دین کے تفصیلی علم کا تعلق ہے وہ فرض کفایہ ہے۔ اگر امت میں سے ایک جماعت یہ علم حاصل کر لے تو کافی ہے' باقی لوگ ان سے استفادہ کریں۔ عربی زبان کا سیکھنا تفصیلی علم کے زمرے میں آتا ہے۔

س: اذان سننے کے بعد جو شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے وہ پہلے نماز کی سنتیں ادا کرے یا دو رکعت تحیۃ المسجد؟ (ظہیر)

ج: اگر وقت زیادہ ہے تو پہلے تحیۃ المسجد ادا کرے' پھر نماز کی سنن' اور اگر وقت کم ہے تو پھر نماز کی سنن ادا کرے۔ اگر دونوں کی نیت اکٹھی کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کا اجتماعِ خواتین

حلقہ راولپنڈی و اسلام آباد

عاتکہ علاء الدین

منزہ و مطہر ہے وہ ذات کہ جس نے یہ بہت خوبصورت کائنات تخلیق فرمائی' پھر اس میں دیگر مخلوقات کے ساتھ ساتھ ایک مخلوق جسے ہم ''اشرف المخلوقات'' کے نام سے پہچانتے ہیں' پیدا فرمائی' یعنی انسان' مرد و عورت۔ اور پھر دونوں کو حسبِ فطرت اور حسبِ ضرورت کچھ ذمہ داریاں بھی عطا فرمائیں۔ ''خاندان'' معاشرے کی اہم اکائی کے طور پر جانا پہچانا جاتا ہے کہ اس پر دینِ اسلام نے ذمہ داریاں عائد کی ہیں اور پھر اس اکائی کا بھی ایک اہم حصہ عورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 'امر بالمعروف و نہی عن المنکر' دونوں کاموں کے ضمن میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مسلمان خواتین کو دینی ذمہ داریوں کے حوالے سے ہر لحہ حضرت خنساءؓ' حضرت خولہؓ اور حضرت اسماءؓ کی مثالیں سامنے رکھنی چاہئیں۔ بحیثیت مسلمہ' عورت کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اُن اعلیٰ خطوط پر کرے کہ جس کے بعد نئی نسل مجاہدانہ سوچ لے کر ابھرے اور دنیا میں دینِ اسلام کا بول بالا ہو۔

اس حوالے سے تنظیم اسلامی کی خصوصیت ہے کہ اس میں جہاں مردوں کے لئے تربیت کے وسیع مواقع موجود ہیں وہاں عورتوں کے لئے بھی شرعی حدود کے اندر تربیت کا بہترین انتظام پایا جاتا ہے۔ اُسروں کی صورت میں خواتین کے لئے دینی و تربیتی پروگرام' ترجمہ و تجوید کلاسز' ماہانہ عمومی دروسِ قرآن مجید اور حدیث کی صورت میں وعظ و نصیحت کا انتظام' تفہیم دین شارٹ کورس' رجوع الی القرآن ایک سالہ کورس یا پھر تجدیدِ ایمان کے لئے سالانہ اجتماع وغیرہ۔

اگرچہ عورت کا اصل میدان اس کا اپنا گھر ہی ہے لیکن جماعتی زندگی میں تازگیٔ ایمان کے لئے رفیقات یقیناً ایک دوسرے کو دیکھ کر حوصلہ و جذبہ پاتی ہیں جو کہ ان کے لئے ''فاستبقوا الخیرات'' کے ضمن میں زادِ راہ ثابت ہوتا ہے۔ اسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شمس آباد راولپنڈی میں راقمہ نے محترمہ یاسمین بخاری صاحبہ کے تعاون سے تفہیم الدین کا اہتمام کیا۔ یہ کورس بالکل اسی طرز پر تھا جس پر قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن' لاہور میں گرمیوں کی چھٹیوں میں Summer Course کروایا جاتا ہے۔ کورس میں پڑھائے جانے والے مضامین میں تجوید' حدیث' منتخب نصاب' عربی گرامر' ارکانِ اسلام۔

الحمد للہ' اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی توفیق سے یہ کورس خاصا کامیاب رہا۔ داخلہ لینے والی طالبات کی تعداد 26 تھی جبکہ باقاعدگی سے مکمل کرنے اور اسناد حاصل کرنے والی طالبات 13 تھیں۔ کورس کا آغاز 13 نومبر 2006ء کو ہوا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تھا۔ دورانِ کورس نائب ناظمہ علیا محترمہ امۃ المعطی صاحبہ لاہور (مرکز) کی طرف سے تشریف لائیں۔ اور طالبات سے ملاقات کرتے ہوئے نصیحتوں سے نوازا۔

کورس کے اختتام پر باقاعدہ امتحانات ہوئے اور اب مرحلہ باقی تھا تقسیم اسناد کا۔ طے یہ کیا گیا کہ حلقۂ راولپنڈی اور اسلام آباد میں اس طرز کا کورس خواتین کے لئے پہلی مرتبہ ہوا ہے' لہٰذا اس کا تعارف پورے تنظیمی حلقے تک کروا دیا جائے۔ اور اجتماع کی صورت میں ناظمات و نقیبات اور رفیقات کا ایک دوسرے سے تعارف و ملاقات ہو جائے جو ایک اہم تنظیمی ضرورت ہے۔ لہٰذا طے شدہ پروگرام کے مطابق 6 جنوری 2007ء بروز ہفتہ ٹھیک سوا دو بجے یہ اجتماع فیض آباد مرکزی دفتر اسلام آباد میں شروع ہوا۔ خصوصی شرکت کے لئے نائب ناظمہ علیا محترمہ امۃ المعطی صاحبہ لاہور سے تشریف لا چکی تھیں۔ پروگرام کے آغاز میں سورۃ حٰم السجدہ کی آیات تلاوت کی گئیں جن کی سعادت کورس کی طالبہ ناہیدہ عباسی نے حاصل کی۔ اس کے بعد ایک اور طالبہ سعدیہ عباسی نے اقبالؔ کی نظم ''خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ'' بہت خوبصورت انداز میں پیش کی۔

اب باقاعدہ پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے نائب ناظمہ علیا محترمہ امۃ المعطی نے پروگرام کا غرض و غایت بیان کرتے ہوئے شرکائے کورس سے متعلقہ انتظامیہ کا مفصل تعارف کروایا اور بھرپور حوصلہ افزائی بھی کی۔

اس کے بعد ناظمات و نقیبات کا تعارف کراتے ہوئے فرداً فرداً رفیقات کا حال احوال بھی پوچھا گیا اور مختصراً میٹنگ بھی ہوئی' جس میں رفیقات کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی' تاکہ ہمیں ہمہ وقت ''بیعت'' میں کیے گئے عہد کا خیال رہے۔ جو کہ خالصتاً اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے اور ہم اِس کے مسئول ہوں گے۔ ان العھد کان مسئولا۔ تنظیمی رفیقات کا تعارف دیگر خواتین کے سامنے لایا گیا' جس میں خاص طور پر چند رفیقات نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے کس طرح شرعی پردہ شروع کیا اور اس راستے میں کیسی کیسی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا؟ یا کن حالات سے گزرنا پڑا؟ یہ Session یقیناً دیگر خواتین کی ہمت بڑھا گیا کہ وہ بھی شرعی پردہ شروع کریں گی اور اس سلسلے میں رواج و برادری کو خاطر میں نہ لائیں گی۔

اس کے بعد کورس کی شریک طالبات نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

''تنظیم اسلامی کے تحت جو کورس ہوا یہ یقیناً بہت فائدہ مند تھا اور ہماری تجوید درست ہوئی۔ بہت سے دینی مسائل کا پتہ چلا۔ نماز میں باقاعدگی آئی اور خشوع کی کیفیت حاصل ہوئی۔ ہمیں پتہ چلا کہ ہم اپنی بہتری کے لئے اور اپنے خاندان کی بہتری کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ باقی لڑکیاں بھی یہ کورس ضرور کریں اور اللہ تعالیٰ ہمیں عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔''

اس کے بعد نماز عصر کا وقفہ ہوا۔ نماز کے بعد کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے راقمہ نے ''بیعت کی اہمیت'' پر مختصر گفتگو کی۔ پھر باجی امۃ المعطی صاحبہ نے بیعت فارم پڑھ کر سناتے ہوئے اس کی تشریح کی (کیونکہ نماز عصر سے پہلے چند 'Outsider' خواتین کی طرف سے ''بیعت'' کی وضاحت کرنے کی فرمائش بھی آ چکی تھی۔) اس کے فوراً بعد کچھ خواتین نے بیعت فارم پُر کر کے جمع کروائے اور کچھ اپنے ساتھ لے کر گئیں۔

اس کے بعد تقسیم اسناد کا مرحلہ آیا کہ جس کا تمام طالبات کو بڑی شدت سے انتظار تھا۔ باجی امۃ المعطی صاحبہ نے اسناد تقسیم کیں اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کو انعامات سے نوازا۔

پروگرام کے اختتامی خطاب میں محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں بتاتے ہوئے کہا کہ سب اپنے گھروں سے بے پردگی کو ختم کریں اور پوری کوشش کریں کہ شرعی پردہ ہر گھر میں نافذ ہو اور خصوصاً تنظیمی رفیقات کو دوسروں کے لئے خود عمل کر کے راہنمائی کا باعث ہونا چاہئے اور یہ کہ ہم سب کے لئے کامل اسوہ آنحضور ﷺ کے بعد امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ ہیں۔

یہ پروگرام ٹھیک پانچ بجے اختتام پذیر ہوا۔ رخصتی کے وقت مہمان خواتین و رفیقات کے لئے ضیافت کا انتظام موجود تھا۔ خواتین کی تعداد تقریباً 100 کے قریب تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دلی دُعا ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلے میں ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہماری سعی و جہد کو قبول فرمائے۔ (آمین)

سالانہ اجتماع 2007ء حلقہ خواتین کراچی

20 جنوری 2007ء کو تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی میں سالانہ اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اجتماع کا آغاز صبح دس بجے ہوا۔ سب سے پہلے کراچی کی نائب ناظمہ محترمہ ناہید بنت الیقین نے سالانہ اجتماع کے حوالے سے مختصر تعارف پیش کیا اور پھر پروگرام جاری رکھنے کی ذمہ داری محترمہ حنا انجم کے سپرد کی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حلقہ کراچی زون اے کی ناظمہ محترمہ عظمیٰ اظہر نے ''عزم تنظیم'' پر لیکچر دیا۔ انہوں نے دس تذکیری پوائنٹس کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا۔ اس دوران رفیقات کو میزبان تنظیم یٰسین آباد کی طرف سے ان کی نشستوں پر ہی چائے پیش کی گئی۔ محترمہ عظمیٰ اظہر کے لیکچر کے بعد قرآن اکیڈمی ڈیفنس کی ناظمہ محترمہ مقصودہ آفتاب نے ''تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کا قیام اور 1990ء سے لے کر 2006ء تک کا سفر'' پر مختصراً خطاب کیا۔ اس حوالے سے خاص بات یہ رہی کہ سب سے پہلی بیعت کرنے والی رفیقہ محترمہ رضوانہ عاصم نے اپنے تاثرات بیان کیے اور ان کے ساتھ ہی بیعت کرنے والی چند دوسری رفیقات نے بھی اپنا تعارف اور اپنے تاثرات مختصراً بیان کیے۔

اس کے بعد کراچی کے چھ زونوں کی ناظمات نے اپنا مختصر تعارف پیش کیا اور اپنی تنظیم کی سرگرمیاں بھی مختصراً بیان کیں۔

محترمہ عظمیٰ اظہر' ناظمہ زون اے۔ جو ناظم آباد' نارتھ ناظم آباد اور نارتھ کراچی پر مشتمل ہے۔

محترمہ بلقیس عزیز' ناظمہ زون بی۔ جو یاسین آباد اور گلشن اقبال کا احاطہ کرتا ہے۔

محترمہ سعدیہ افتخار' ناظمہ زون سی۔ اِس میں گلستان جوہر' رضوان سوسائٹی اور سعدی ٹاؤن کے علاقے شامل ہیں۔

محترمہ کوثر اعجاز' ناظمہ زون ڈی۔ اِس زون میں ملیر اور کینٹ کے علاقے آتے ہیں۔

محترمہ ناہید خالد' ناظمہ زون ای۔ سوسائٹی' ڈیفنس' کلفٹن پر مشتمل ہے۔ آپ حلقہ خواتین کراچی کی نائب ناظمہ بھی ہیں۔

محترمہ ثمرین عامر' ناظمہ زون ایف۔ اس میں لانڈھی اور کورنگی کے علاقے شامل ہیں۔

''بیعت کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں'' یہ موضوع تھا محترمہ کوثر اعجاز کا۔ جماعت میں آنا کیوں ضروری ہے؟ اس کا مسنون طریقہ کار کیا ہے؟ جماعتی زندگی کے دینی اور دنیاوی فوائد کیا ہیں؟ انہوں نے اپنی گفتگو میں ان تمام سوالوں کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں دیے۔ ایک بجے کھانے اور نماز ظہر کا وقفہ ہوا۔ اور رفیقات کو ہدایت کی گئی کہ وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنی نشستوں پر واپس آ جائیں ان کو لنچ باکس ان کی نشستوں پر ہی فراہم کیا جائے گا۔ میزبان تنظیم یاسین آباد نے تمام انتظامات نہایت ہی بہترین طریقے سے کیے تھے۔

ٹھیک دو بجے پروگرام کا دوبارہ آغاز کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد محترمہ ناہید بنت الیقین نے ''نظم کی اہمیت'' کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا۔ اس ضمن میں انہوں نے جملہ انفرادی و اجتماعی ذمہ داریاں بیان کیں۔ مختلف چارٹس کی مدد سے انہوں نے نہایت احسن طریقے سے امیر اور مامورین کے باہمی تعلق کی وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد رفیقات نے امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کا پیغام سماعت فرمایا' جو انہوں نے خصوصی طور پر سالانہ اجتماع کے لئے ریکارڈ کر کے بھجوایا تھا۔ امیر محترم کے خطاب کے بعد نائب ناظمہ علیا حلقہ خواتین محترمہ امۃ المعطی نے چند اہم باتوں کی طرف رفیقات کی توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری توجہ Quantity سے زیادہ زور Quality پر ہونی چاہئے۔ ہمارا ظاہر و باطن یکساں ہونا چاہیے اور سب سے زیادہ زور اخلاص پر ہونا چاہیے۔ محترمہ امۃ المعطی نے رفیقات کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔

حلقہ کراچی کی ناظمہ محترمہ یاسمین نسیم کے مختصر خطاب اور دعا کے ساتھ پروگرام اپنے طے شدہ وقت کے مطابق چار بجے اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔ (رپورٹ: مسز آصف پراچہ)

تنظیم اسلامی گوجر خان کی شب بیداری

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام ہر پندرہ روز بعد شب بیداری کا پروگرام ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں 27 جنوری بروز ہفتہ مسجد العابد حیات سرروڈ میں شب بیداری کا پروگرام ہوا۔ اس میں 23 رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کی نظامت جناب فاروق حسین نقیب اُسرہ بڑکی بدھال نے کی۔

بعد نمازِ مغرب جناب حافظ ندیم مجید نے حقیقتِ ایمان کے موضوع پر ایمان افروز درس دیا۔ درسِ قرآن کے بعد جناب اللہ دتہ نے حسد پر درسِ حدیث دیا۔ بعد ازاں جناب ساجد حسین نے تنظیم اسلامی کی دعوت' مقاصد اور ہماری زندگی میں تنظیم کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ ساڑھے سات بجے نمازِ عشاء ادا کی گئی۔ نماز کے بعد جناب عبدالرشید نے سورۃ النور کے حوالے سے درسِ قرآن دیا' جس میں خلافت کے مفہوم اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ پھر اجتماعی کھانے کا وقفہ کیا گیا۔ وقفے کے بعد جناب محمود حسین نے نماز میں صف بندی کی اہمیت کے حوالے سے گفتگو کی۔ اس گفتگو کے بعد جناب فاروق حسین نے مذاکرۂ نماز کا اہتمام کیا' جس میں تمام رفقاء نے اپنی نمازوں کی اصلاح کی۔ تقریباً دس بجے جناب مختار حسین نے سونے کے آداب بیان کیے اور اس کے ساتھ ہی آرام کا وقفہ کیا گیا۔

تمام رفقاء کو نمازِ تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ سب نے انفرادی طور پر نمازِ تہجد ادا کی۔ نمازِ تہجد کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کی اور نمازِ فجر ادا کی۔ بعد نمازِ فجر جناب حافظ ندیم مجید نے سورۃ التحریم کی آخری تین آیات کا درس دیا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ (رپورٹ: زاہد بابر)

COVER UP

HIJABS

سکارف' گاؤن' عبایہ

1 بجے دوپہر تا 8 بجے رات

LG-59, Al-Latif Center, Main Blvd, Gulberg Lahore.

Contact: 042:5781319

بش اور بلیئر جنگی مجرم

پچھلے دنوں کوالالمپور میں ایک جنگ مخالف کانفرنس ہوئی۔ اس سے ملائیشیا کے سابق وزیراعظم مہاتیر محمد نے بھی خطاب کیا اور ایک بار پھر دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عالمی طاقتوں کے رہنماؤں کو خوب لتاڑا۔ انہوں نے کہا ''تاریخ بش اور بلیئر کو ''بچوں کے قاتل'' یا جھوٹے صدر اور وزیراعظم'' کی حیثیت سے یاد رکھے گی۔ بش اور بلیئر نے جو کچھ کیا ہے وہ صدام کی حرکتوں سے بھی زیادہ بدتر ہے۔''

یاد رہے کہ 81 سالہ مہاتیر محمد اپنے بیس سالہ دورِ حکومت میں مغرب کے سخت مخالف رہے ہیں اور 2003ء میں اپنی سبکدوشی کے بعد بھی اکثر مغربی رہنماؤں کو آئینہ دکھلاتے رہتے ہیں تاکہ وہ اپنے گناہ دیکھ سکیں۔ حال ہی میں بوسنیا کے عوام نے انہیں نوبل امن انعام کے لیے نامزد کیا ہے۔ وہاں خونی خانہ جنگی کے دوران انہوں نے بوسنیائی مسلمانوں کے لیے قابل قدر خدمات انجام دی تھیں۔

پچھلے ہفتے مہاتیر محمد نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ وہ جنگی جرائم کا ٹریبونل قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس ٹریبونل کی توجہ عراق' لبنان اور فلسطین میں ان افراد پر مرکوز ہوگی جو بیرونی جارحیت کا نشانہ بنتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہیگ (ہالینڈ) میں قائم عالمی عدالت انصاف کو انہوں نے مسترد کر دیا اور کہا کہ وہاں معاملات کا صرف ایک رخ دیکھا جاتا ہے۔

مہاتیر محمد کا کہنا ہے کہ ان کے قائم کردہ جنگی جرائم کا ٹریبونل ان کے کیسوں کی چھان بین کرے گا۔ وہ کہتے ہیں' اگر بلیئر مجرم ثابت ہوا' تو ہم اُسے پھانسی نہیں دیں گے' مگر یہ ضروری ہے کہ اُسے پھر ہمیشہ ''جنگی مجرم''، ''بچوں کا قاتل'' اور ''جھوٹے'' کے خطابات سے پکارا جائے۔

فلسطینی جماعتوں میں معاہدہ

سعودی عرب کے شاہ عبداللہ کی کوششوں سے مکہ مکرمہ میں فلسطین کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان تاریخی معاہدہ ہوگیا ہے۔ اس معاہدے پر الفتح کی طرف سے فلسطین اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے دستخط کیے جب کہ حماس کے نمائندے خالد مشعل اور وزیراعظم اسماعیل حانیہ تھے۔ معاہدے کے بعد رہنماؤں نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا ''ہم نے وہ نتائج حاصل کر لیے ہیں جو ہمارے لوگوں کی خدمت کریں گے۔ اس معاہدے کو ''اعلان مکہ'' کا نام دیا گیا ہے۔

معاہدے کے مطابق اب دونوں جماعتیں مل کر حکومت کریں گی۔ وزارتیں ان کے مابین تقسیم کی جائیں گی۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ فلسطین کی دونوں بڑی جماعتوں کے درمیان دوستانہ معاہدہ ہوگیا ہے۔ یوں خانہ جنگی کا خطرہ ٹل گیا ہے جو امریکا اور اسرائیل چاہتے تھے۔ اب تمام فلسطینی مل کر ان دونوں غاصبوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں تاکہ آزادی حاصل کر سکیں۔

بے ایمانی کے خلاف بنگلہ دیشی مہم

آج کل بنگلہ دیش کی عبوری حکومت نے رشوت ستانی اور بے ایمانی کے خلاف زبردست مہم چلا رکھی ہے' تاکہ سیاست کو ان منفی عناصر سے پاک رکھا جاسکے۔ پچھلے دنوں پولیس نے عوامی لیگ اور بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایسے 23 رہنما گرفتار کر لیے جو وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنے عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مال کمایا ہے۔ اس مہم سے بنگلہ دیشی عوام بہت خوش ہیں' جو اپنے تمام مسائل کی جڑ سیاست دانوں کی نااہلی قرار دیتے ہیں۔

عراق میں فسادات جاری ہیں

جمعہ 8 فروری کو بھی عراقی فسادات میں 35 افراد مارے گئے۔ یہ امر انتہائی تکلیف دہ ہے کہ وہاں فساد ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ صدر بش نے امن قائم ہونے کے جو جھوٹے دعوے کیے تھے' وہ سارے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ غاصب امریکیوں نے تو عراقیوں کے لیے ان کے ملک کو جہنم کدہ بنا دیا ہے۔ امریکی حکومت امن کے جتنے مرضی دعوے کرتی رہے' حقیقت یہ ہے کہ وہ عراق میں آباد شیعوں' سنیوں اور کردوں کو لڑا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتی ہے۔ مسلمانوں کے ان تینوں فرقوں کو یہ احساس کر لینا چاہیے۔ وہ آپس میں اتحاد کر لیں' تاکہ امریکیوں کو اپنے وطن سے نکال باہر کر سکیں۔

مسجد اقصیٰ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

یہ سطور قلم بند ہونے تک اسرائیلی ماہرین آثار قدیمہ نے مسجد اقصیٰ کے قریب اپنی کھدائی جاری رکھی ہوئی ہے' حالانکہ اس پر نماز جمعہ کے بعد مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اور ان کی اسرائیلی پولیس سے جھڑپیں بھی ہوئی۔ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور وہ کسی صورت اس پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ اس کھدائی کا مقصد یہ ہے کہ کسی قدیم تعمیر کے آثار دریافت کیے جائیں۔ یاد رہے کہ یہ مسجد بیت المقدس میں ایک ٹیلے پر واقع ہے جسے مسلمان حرم شریف اور یہودی کوہ ٹیمپل کہتے ہیں۔

یہودیوں کی کھدائیوں سے خطرہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کی بنیادیں کمزور ہو جائیں گی اور مسجد شہید ہو سکتی ہے۔ اور یہودی یہی چاہتے ہیں' تاکہ اپنا ہیکل تعمیر کر سکیں۔ عالم اسلام کے بزدل مسلمان حکمرانوں کو اب ضرور بیدار ہو جانا چاہیے۔ اگر اس موقع پر بھی وہ مفادات کے اسیر بنے رہے تو تاریخ انہیں کبھی معاف نہ کرے گی۔

طالبان کے متوقع حملے

آئندہ موسم بہار میں طالبان کے سخت حملے متوقع ہیں' اس لیے امریکی نیٹو کے رکن ممالک پر زور دے رہے ہیں کہ وہ مزید فوج افغانستان بھجوائیں۔ اس وقت افغانستان میں 33 ہزار نیٹو فوجی موجود ہیں لیکن ان میں آدھے سے زیادہ صرف امریکا اور برطانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیشتر یورپی ممالک نے امریکی اپیل پر دھیان نہیں دیا' کیونکہ وہ بیرون ملک میں اپنے فوجی نہیں مروانا چاہتے۔ اسپین' ہالینڈ' فرانس' اٹلی اور ترکی نے مزید فوجی بھجوانے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ جرمنی کے تین ہزار فوجی افغانستان میں موجود ہیں لیکن وہ انہیں جنوب میں نہیں بھجوانا چاہتا' جہاں طالبان حملہ آوروں سے نبرد آزما ہیں۔

امریکا نے 2001ء میں افغانستان پر حملہ کیا تھا اور پچھلا سال لڑائی کے حساب سے سب سے زیادہ خونی نکلا۔ اس سال لڑائیوں کی زد میں آ کر چار ہزار افراد مارے گئے۔ اس میں حملہ آوروں کی بڑی تعداد بھی شامل ہے۔ چونکہ 2008ء میں امریکی صدارتی انتخابات ہونے والے ہیں' اس لیے برسر اقتدار ریپبلکن پارٹی اپنے ووٹروں کو دکھانا چاہتی ہے کہ افغانستان کا کنٹرول انہیں حاصل ہے۔ اب یہ آئندہ وقت ہی بتائے گا کہ امریکی افغانستان کو قابو کرتے ہیں یا انہیں ویتنام کی طرح دھکے دے کر باہر نکال دیا جائے گا۔

امریکا خبردار رہے

ایران کے رہبر اعلیٰ آیت اللہ خامنہ ای نے امریکیوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ ان کے ملک پر حملہ کرنے سے باز رہے۔ اگر ایسا ہوا تو پوری دنیا میں امریکی مفادات کو نشانہ بنایا جائے گا۔ خامنہ ای کا یہ بیان خاصا سخت ہے اور اس نے امریکی حلقوں میں ہلچل مچا دی ہے۔ یہ بیان تب سامنے آیا جب ایرانی بحریہ نے زمین سے سمندر میں مار کرنے والے ایک میزائل کا تجربہ کر لیا۔ یہ 350 کلومیٹر تک مار کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ امریکی سینٹ میں برتری حاصل کرنے والی ڈیموکریٹک پارٹی بھی بظاہر ایران پر حملے کی مخالف ہے۔

ایران' پاکستان' بھارت گیس پائپ لائن

پچھلے دنوں پاکستانی صدر جنرل پرویز مشرف ایران گئے' تو انہوں نے وہاں گیس پائپ لائن کے سلسلے میں بھی بات چیت کی تھی۔ 2700 کلومیٹر طویل اس پائپ لائن کے ذریعے پاکستان اور بھارت تک ایرانی گیس پہنچانا مقصود ہے۔ تاہم ریٹ پر اختلافات کی وجہ سے یہ معاملہ لٹکا ہوا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق تینوں ممالک کی حکومتیں اختلافات دور کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں اور امکان ہے کہ جون تک معاہدے پر دستخط ہو جائیں گے۔ اس پائپ لائن کی تعمیر پر 7.4 ارب ڈالر خرچ ہوں گے۔

dangerous: an oppressed, occupied population that can be steered by pain, loss and suffering to resist occupiers (which is blamed on a 'dubious line' of incitement for resistance by 'Islamists'), or a population that demonstrates little interest in any kind of reasoning?

Patriotism girded by blind faith is a mechanism through which individuals give their souls away to the state and then in the name of some righteous cause — be it for democracy or nationalism — make themselves instruments of powers about whose nature they are almost always mistaken. There is no place in Islam for giving or taking lives on these grounds.

Nothing is more futile than America's hope that puppet regimes of dictators, kings and sheikhs will secure its interests in the Muslim world forever to come. The puppet regimes' also need to realize that their foreign source of strength is likely to become the very thing that bring them down. Relying on imposed, repressive regimes doesn't go well with hallow Western claims for democratization. How can imposed governance ever actually be democratic and stable if the source of its power is despised by those who are governed? While days of most puppet regimes seem numbered, America is appallingly positioned to respond to the consequences of their departure.

Muslim leadership has two options: a) to remain divided and get punished one by one like Afghanistan, Iraq and Somalia, until an unconditional, total surrender to the will of totalitarians, or b) to get united, stand up with a single voice, make alliances with the rest of the oppressed nations, and struggle for true independence from the colonial yoke. Keeping vested interested of the puppet regimes in mind, option "b" seems to be out of question. That leaves Muslim masses at the mercy of totalitarian zealots, whose continuing bloody adventures will hardly be affected with any number of face changes in the Congress, or White House at the top or protests at the grassroots level.

❀❀❀❀❀❀

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

شہادت علی الناس

ایک رفیق......چار احباب

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

امت مسلمہ کی عمومی صورتحال اور ملتِ اسلامیہ پاکستان کے خصوصی حالات میں کرب کا احساس ملت کے ہر حساس فرد کو ہے' جسے جسدِ ملت میں ''چنگاریٔ خاکستر'' ہی کہا جا سکتا ہے۔

امت مسلمہ میں یہی وہ خوش نصیب لوگ ہیں' جنہیں رب العزت نے خود جاگنے اور دوسروں کو جگانے کی نعمت سے بہرہ ور کیا ہے۔ شاید انہیں کے بارے میں حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصرِ نو رات ہے' دھندلا سا ستارا تو ہے

ایسے حساس لوگوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس چنگاری سے راکھ دور کریں اور اسے شعلۂ جوالہ بنانے میں اپنے قلب وجگر کو گھلا دیں۔

رفقاء گرامی! آپ بھی اِسی قافلے کے ہم سفر ہیں۔ اللہ کی یاد کے چراغ جلایئے۔ اس چراغ کا تیل آہیں اور نالے ہیں' جن کے ذریعے بندۂ مومن کو اپنے رب کا قرب حاصل ہوتا ہے اور مستجاب الدعوات کی شان نصیب ہوتی ہے۔ گڑگڑاتے ہوئے اپنے رب سے نصرت کی دُعائیں کیجئے۔ اس کا اہتمام آپ کی روح کی بالیدگی کے لئے بھی ازبس ضروری ہے۔

سوئے گردوں نالۂ شبگیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے

''قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا'' تو صرف پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد آپ کا اگلا قدم یقیناً ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' ہے' جو اب اُٹھ جانا چاہیے' مگر نظامِ دعوت کی ترتیب اور ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

نوٹ: پروگراموں کا شیڈول ندائے خلافت کے آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمایئے!

المعلن: **مرکزی شعبۂ دعوت تنظیم اسلامی**

67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔فون: 6316638-6366638

ای میل: markaz@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No. 06

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Dr. Israr Ahmad

Democracy, terror and choice before the imposed regimes

George Bush has asked the U.S. Congress for another chance to conquer with an additional 20,000 troops what he could not with 140,000 in the last four years. General Musharraf, on the other hand, is calling for more support in the war of terrorism. Bush and Mush are the classic examples a colonialist master and his chief collaborator, staying in power with the barrel of a gun and foreign support.

America and its allies are faced with the choice of peaceful co-existence and the ultimate tragedy of human history. Similarly, Muslim regimes, which are imposed and supported from outside, have a last chance to make their choice [in dealing with the U.S. administration's totalitarian aspirations] against the backdrop of the reality that the United States is very likely to turn on collaborating puppets one by one in the near future.

The same, unfortunately, is true of the world's so-called democratic allies of the United States, for whom a war of terrorism to suppress Muslims' aspirations for self-determination remains a rallying cry and a principle of belief. Perhaps the promotion of realism in Europe and America, pursued consistently by many independent western analysts over the long term, might someday allow the rise of leaders whose colonialist temptations are tempered by the need to satisfy their constituents' domestic needs — and who eschew anti-Islam policies and totalitarian colonial adventures as wasteful and misguided. The prospects of such eventuality are bleak in the near future.

Iraq was the test case of whether this change could occur in the short term. But the co-opted Muslim leadership failed to make the hawks in London and Washington realizes their mistakes. Instead they gave them ample grounds to continue the anti-Islam rhetoric and onslaught. In the absence of any concrete struggle for liberation from the colonial yoke, Muslims states are certainly a few generations from any unlinking of Islamophobia and anti-Islamism — if it is to occur at all — and real independence. Meanwhile, de facto colonization itself shows no signs of being on the wane as a social, political and economic force that keeps the colonial West thriving while the former colonies — both Muslim and non-Muslim — still lingering in perpetual darkness and under-development.

That means that the best we can hope for in Muslim states in the near term is rational leadership, which does not see its bread buttered forever on the side of an alliance with totalitarians in their wars of terrorism. A shift to working for real independence can bring an end to the continued colonialism, but we also know that emergence of alternative leadership promotes Islamophobic opposition (see Algeria, Afghanistan, Palestine and Somalia for example), with its often-violent overtones and the wars of aggression. However, all this is possible with simultaneously rising voices of reason and logic along with a determined struggle for freedom all over the Muslim and non-Muslim world without any distinction of pro-colonialism regime and pro-independence masses.

Muslim rulers have failed to demonstrate that all that is contained in the Islamophobic propaganda about "political Islam" and "Islamism," is not inherent in the structure of Islam itself. Mostly being dictators, Muslims leaders could not point out to the fact that there is no real democracy in practice in the world today. Democracy is clearly susceptible to being used for good, or ill, for restraint or destruction. However, in modern history, militarism led by the so-called civilized democracies has taken far more lives than the death and destruction wrought by all other forms of violence together.

In confronting the American totalitarian designs of making the Muslim world in particular toe the line, we — Muslims and non-Muslims alike — need to remember that democracy exists as an ideal system of governance in theory alone. It is a force that motivates actual people living today, with all the frailties and imperfections that make us human. However, democracy has been abused to the maximum possible extent.

The systematic propaganda to spread the fear of an Islamic model of governance has gone to the extent that most political analysis seriously lack the counterbalance of a broader consideration of the cultural underpinnings of Western militarism in the name of democracy.

For instance, while a Muslim bomber's willingness to die is what makes him so dangerous, the willingness to die has always been a requirement for military service for the so-called democracies as well. No American GI is sent on the wars of aggression — launched on the basis of lies upon lies — with a guarantee that he would not get killed. Of course, willingness is not the same as intention, but they are not separated by some kind of ontological chasm.

Moreover, while it is clearly disturbing, although not true as propagated, that some Islamic scholars are able to construct lines of reasoning for justifying the mass killing of innocent civilians, what should be equally if not more disturbing is the idea that a "democratic" country can rally behind a war for no more compelling reason than that the president and vice-president gravely assure that country's uninformed populace that the war is "necessary" and that on the flimsiest of evidence, a distant and weak nation constitutes a "real and present danger." Which is more